عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

۲۰ تا ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۱۷

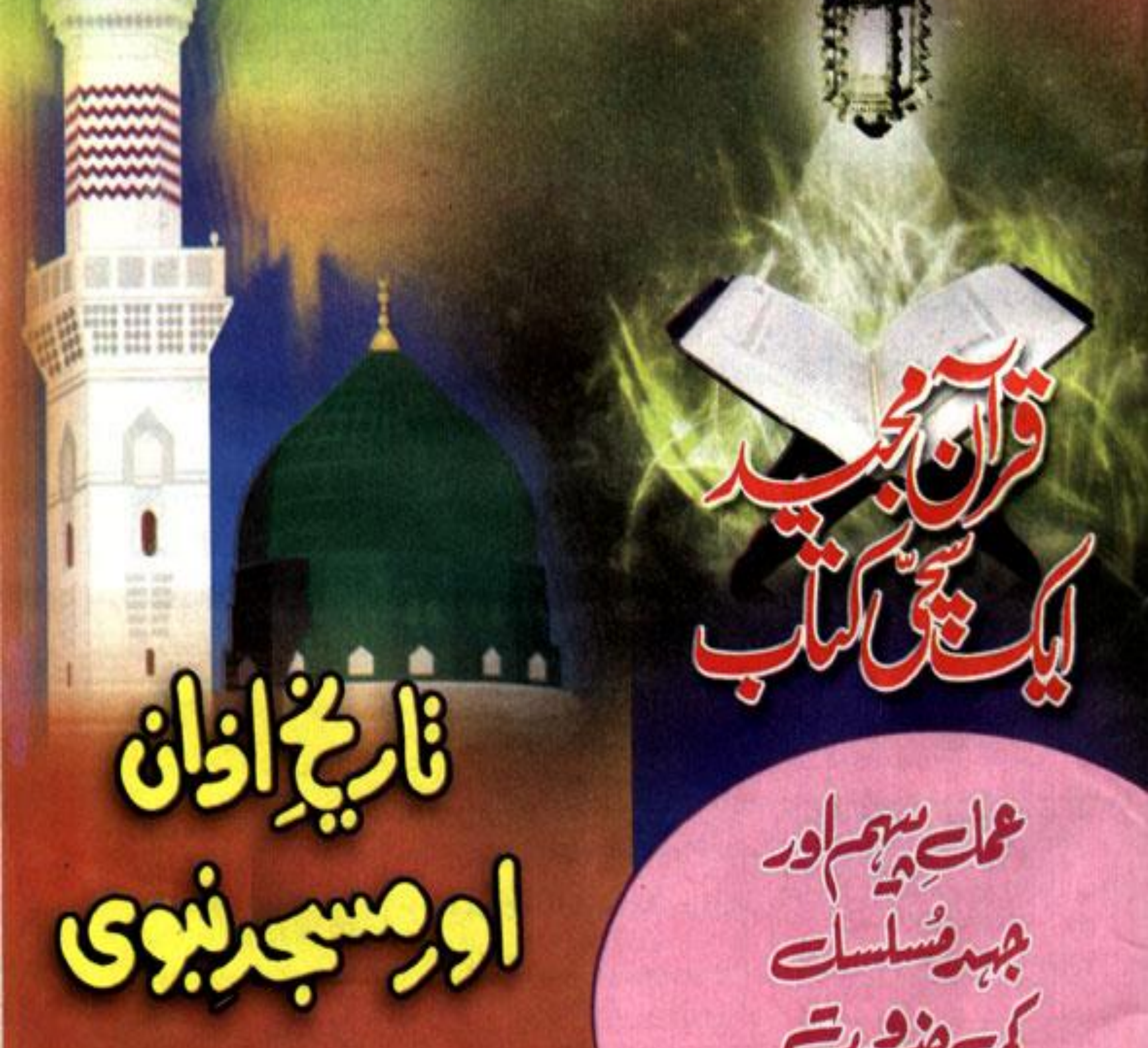

قرآن مجید ایک سچی کتاب

تاریخِ اذان اور مسجدِ نبوی

عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کی ضرورت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانیوں سے تجارت وملازمت کا حکم

محمد عاصم، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قادیانیوں کے ہاں ملازمت کرنا اور ان سے مل کر کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور اس رقم کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمادیجئے۔

ج:...... چونکہ قادیانی بالاتفاق کافر اور زندیق ہیں، اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا، خرید وفروخت کرنا، مل جل کر کاروبار کرنا، ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں، گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کررہے ہیں، لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات کرنا، مل جل کر کاروبار کرنا ان کے ہاں ملازمت کرنا یا ان کو ملازم رکھنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے، لہٰذا اب تک جو کچھ ہوا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کیا جائے اور آئندہ کے لئے ان سے ہر قسم کی علیحدگی اختیار کی جائے، جہاں تک حاصل شدہ رقم کے استعمال کی بات ہے تو اس میں سب سے بہتر تو یہ ہے کہ یہ رقم ان کے خلاف برسر پیکار تحریکوں میں جمع کرائی جائے لیکن اگر کوئی اس کو اپنے استعمال میں لانا چاہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

نائب امام کی موجودگی میں نماز

س:...... اگر محلہ کا امام کسی مقتدی کو اپنا نائب بناکر چلا جائے تو اس نائب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے شخص کو امامت کرانا درست ہے یا نہیں؟

ج:...... نائب امام کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو از خود امامت کے لئے آگے نہیں بڑھنا چاہئے، کیونکہ امامت کرانے کا حق انہیں کو حاصل ہے۔

ماہ شعبان میں شادی کرنا

س:...... ہمارے ہاں لوگ شعبان کے مہینہ میں شادیاں نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے چونکہ اس میں شب برأت ہے، کیا واقعتاً شریعت میں اس قسم کا کوئی حکم ہے؟ یا یہ لوگ کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔

ج:...... یہ لوگوں کی بنائی ہوئی من گھڑت باتیں ہیں۔ دین اسلام میں کوئی

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مہینہ ایسا نہیں جس میں شادی نکاح وغیرہ جائز نہ ہو۔

شوہر کے ترکہ میں بیوہ کا حصہ

س:...... کیا شوہر کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ میں اس کی بیوی کا کوئی حصہ شریعت نے بتایا ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنا؟

ج:...... جی ہاں! شوہر کے انتقال کے بعد بیوی اس کے متروکہ مال وجائیداد میں شرعاً حصہ دار ہے، اب اگر مرحوم شوہر کی اولاد ہو تو اس صورت میں بیوہ کو کل جائیداد کا آٹھواں حصہ ملتا ہے اور اگر اولاد نہ ہو تو چوتھا حصہ ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

سید ارشاد حسین، کراچی

س:...... کیا فوت شدہ لوگوں کو بخشنے کے لئے تلاوت قرآن کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بھجوانے کے لئے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج:...... جی ہاں مرحومین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشا اور ہدیہ کیا جاسکتا ہے۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ

ختمِ نبوّة

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۲۰ تا ۲۶ رجمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۱۳ء — شمارہ:۱۷

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں

جدید ذرائع ابلاغ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	۵	مفتی شہاب الدین پوپلزئی
قرآن مجید ایک سچی کتاب!	۷	جاوید اختر ندوی
کامیاب کون ہے؟ (۲)	۹	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی بیوی کی شہادت	۱۱	محمد فاروق قریشی
عمل پیہم اور جہدِ مسلسل کی ضرورت!	۱۳	شمس الحق ندوی
تاریخ اذان اور مسجد نبوی	۱۵	مولانا صابر دانش
مجھ کو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں! (۲)	۱۹	حافظ محمد شاہد مدظلہ
مجازی نبوت کا تار عنکبوت (۳)	۲۳	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قضائے حاجت سے متعلق شرعی احکام! (۲)	۲۵	مفتی محمد راشد ڈسکوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوری

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

قیامت کے حالات

شماتت کی سزا

"حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی نہ کرو، ورنہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادیں اور تجھ کو مبتلا کردیں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

کسی کی مصیبت پر خوش ہونے کو "شماتت" کہتے ہیں۔ عام طور سے آدمی میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ جس شخص سے بغض و عداوت یا کدورت ہو، اس پر اگر کوئی افتاد پڑے یا وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو آدمی ایک گونہ خوشی محسوس کرتا ہے، اور بعض لوگ تو اس خوشی کا برملا اظہار بھی شروع کردیتے ہیں، بلکہ بعض ایسے لوگ جو دین داری کے پندار اور عجب میں مبتلا ہوں، دُشمن کی مصیبت کو اپنی کرامت کے طور پر پیش کرتے ہیں، اس حدیث پاک میں اس مرض کی اصلاح فرمائی گئی ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش ہوتا ہے اسے اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ اس مبتلائے مصیبت کو تو عافیت عطا فرمادیں، اور اس شخص کو اس مصیبت میں مبتلا کردیں۔

ایک مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا غم خوار ہو، ہمدرد ہو، اس کو خدانخواستہ کسی تکلیف یا مصیبت میں دیکھے تو پریشان ہوجائے اور اس کے ازالے کی ہر ممکن کوشش کرے، اور کچھ نہیں کرسکتا تو اخلاص و دل سوزی کے ساتھ دُعا سے تو دریغ نہ کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"اہل ایمان کی مثال ایک آدمی کے وجود کی ہے کہ اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو پورے وجود میں تکلیف ہوتی ہے، اور اگر سر میں تکلیف ہو تو پورے وجود میں تکلیف ہوتی ہے۔"

(رواہ مسلم عن نعمان بن بشیر، مشکوٰۃ ص:۴۲۲)

دُوسری حدیث میں ہے:

"تم اہل ایمان کو دیکھتے ہو کہ وہ باہمی رحمت اور محبت و شفقت میں جسدِ واحد کی طرح ہیں کہ جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی اعضاء بھی بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔" (مشکوٰۃ ص:۴۲۲)

اس کے برعکس کسی مسلمان کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر خوش ہونا، یہ کسی مسلمان کی شان نہیں، بلکہ یہ منافقین کا شیوہ تھا کہ وہ مسلمانوں کی خوشی سے رنجیدہ ہوتے اور حسد کی وجہ سے جل بھن جاتے، اور مسلمانوں کی تکلیف سے خوش ہوتے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا." (آل عمران:۱۲۰)

ترجمہ:... "اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان (منافقوں) کے لئے موجب رنج ہوتی ہے، اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔"

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ظلم اور قطع رحمی کی سزا دُنیا میں بھی ملتی ہے

"حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جو اس بات کا زیادہ مستحق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا فوری طور پر دُنیا میں بھی دے دیں، علاوہ اس سزا کے جو اس پر آخرت میں ہوگی۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۳)

یعنی گناہوں کی اصل سزا تو آخرت میں ملے گی، لیکن کبھی دُنیا میں بھی مل جاتی ہے، اور تمام گناہوں میں یہ دو گناہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ دُنیا میں بھی ان کی سزا ملے، ایک کسی پر ظلم و زیادتی کرنا، دُوسرے قطع رحمی کرنا، کیونکہ ان دونوں گناہوں سے خلقِ خدا کو ایذا پہنچتی ہے اور ان کے حقوق پامال ہوتے ہیں، اور موذی کو دُنیا میں بھی راحت و سکون نصیب نہیں ہوتا، پھر ظلم و تعدی اور قطع رحمی کے بھی مختلف درجات ہیں، اور ہر درجے کے شخص کو اس کے مناسب سزا ملتی ہے، چنانچہ قطع رحمی کی سب سے بدترین صورت والدین کے ساتھ بدسلوکی ہے، اور ایسا شخص دُنیا میں مال و اولاد کی برکت سے محروم ہوجاتا ہے۔ ☆☆

ہر آنے والے دن اور رات کی ندا

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ہر آنے والا دن انسان کو یہ ندا دیتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور جو کچھ تو میرے اندر کرے گا قیامت میں، میں اس پر گواہی دوں گا، اس لئے تجھے چاہئے کہ میرے ختم ہونے سے پہلے کوئی نیکی کرلے کہ میں اس کی گواہی دوں اور اگر میں چلا گیا تو پھر تو مجھے کبھی نہ پائے گا۔ اسی طرح ہر رات انسان کو یہ ندا دیتی ہے۔ (ذکرہ ابونعیم، کذا فی الترغیب)

غفلت میں جوانی کی نہ پیری سے ہو غافل
مہلت تجھے ہر لحظہ کمانے کی ہے حاصل

اداریہ

مفتی شہاب الدین پوپلزئی

جدید ذرائع ابلاغ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

کمیٹی برائے پیغام مجلس بذریعہ انٹرنیٹ کا پہلا اہم اجلاس بروز جمعرات بعداز نماز عصر ۲۸ر فروری ۲۰۱۳ء کو مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی خالد میر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد راشد مدنی اور ناچیز (محمد شہاب الدین پوپلزئی) نے شرکت کی۔

اجلاس میں تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال پر غور کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن کو شائستہ اور بھلے انداز سے تمام عالم میں پھیلانے کے لئے بذریعہ انٹرنیٹ کیا تگ ودو کرنی چاہئے جس پر ناچیز نے اس سلسلہ میں کمیٹی کو آگاہ کیا کہ سابقہ امیر مرکزیہ قدوۃ العلماء والصلحاء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ کے دور مسعود میں حضرت کے فیضان وشفقت کے زیرسایہ بذریعہ ویب سائٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پیغام جاری کردیا گیا تھا۔

www.khatm-e-nubuwwat.com جس پر مجلس کے پیغام کے علاوہ چیدہ چیدہ بنیادی کتب، پمفلٹ، خط وکتابت کورس، بذریعہ ڈاک، ای میل، فون، رابطے کی سہولتوں کے علاوہ ماہنامہ لولاک (ہرماہ) ہفت روزہ ختم نبوت (ہر ہفتے) ہر صارف کو مفت پڑھنے اور اپنے کمپیوٹر میں مفت محفوظ کرنے کی سہولت دی گئی۔

الف:... پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر مرکزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں رنگ لائیں اور ماہنامہ لولاک کے لئے علیحدہ ویب سائٹ بنادی گئی جو کہ www.laulak.info کے نام سے ہے اور الحمدللہ! اس ویب سائٹ پر اس وقت ماہنامہ لولاک کے ۱۶ سال اور پانچ مہینوں کا ریکارڈ بشمول تازہ شمارہ دستیاب ہے، جسے کوئی بھی صاحب (user) بلامعاوضہ اپنے کمپیوٹر میں ماہ بہ ماہ مفت پڑھ اور محفوظ کرسکتا ہے۔

ب:... ہفت روزہ ختم نبوت کے لئے علیحدہ www.khatm-e-nubuwwat.info کے نام سے ویب سائٹ بنادی گئی جس میں ہفت روزہ کے گزشتہ پانچ سال کا ریکارڈ اور سال رواں کا ہر ہر شمارہ بمعہ تازہ شمارہ کے موجود ہے۔ ہر صارف (user) کو اپنے کمپیوٹر میں مفت پڑھنے اور محفوظ کرنے کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

۔علاوہ ازیں بذریعہ ای میل ameer@khatm-e-nubuwwat.com پر رابطہ کرنے والوں کے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے اور ان جوابات کے لئے اکابر مجلس کی کتب سے استفادہ کرکے انہیں کے الفاظ میں جواب دیا جاتا ہے تاکہ برکت بھی شامل حال رہے اور اگر کسی رابطہ کرنے والے کو قادیانی کتب سے حوالے کی ضرورت ہو تو اس کا عکسی ثبوت بھی بذریعہ ای میل مہیا کیا جاتا ہے۔اب آئندہ کے لئے اس میں مزید بہتری یوں لائی جاسکتی ہے کہ:

۱:... چونکہ یہ ایک حساس اور ذمہ داری کا کام ہے کہ ایک جملہ تحریر یا تقریر پلک جھپکنے میں دنیا کے ہر کونے پر پہنچ جاتی ہے۔اس لئے اس کام کی نگرانی کے لئے مستقل نگران کی ضرورت ہے جو کہ حضرت نائب امیر مرکزیہ مدظلہ یا حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب روزانہ آٹھ گھنٹے یا کم از کم چار گھنٹے مختص فرمائیں اور اگر اس کام کے لئے ناچیز کو حکم دیا جائے تو اکابر کی سرپرستی میں یہ کام ہوسکتا ہے۔

۲:... اس کام کے لئے ایک مستقل جگہ کی ضرورت ہوگی جو کہ کم از کم دو کمروں، ایک باتھ روم اور کچن پر مشتمل ہو، کیونکہ چوبیس گھنٹے کام میں آرام کے لئے علیحدہ کمرے کی ضرورت رہے گی۔

۳:... اس جگہ انٹرنیٹ کا کنکشن، ہیوی کمپیوٹر (Server)، پرنٹر، اسکینر اور دیگر ضروری لوازمات مہیا کی جائیں اور یو پی ایس، اسٹیبلائزر اور جنریٹر کی سہولت بھی فراہم ہو۔

۴:... دو افراد کا انتخاب کیا جائے جو اس کام میں مہارت رکھتے ہوں اور ان کی خدمات تنخواہ پر حاصل کی جائیں جو کہ دو شفٹوں میں کام سرانجام دیں، ان کے علاوہ کام کی ضرورتوں اور تیاریوں کے لئے رضاکاروں سے بھی امداد لی جائے گی۔

۵:... مرکزی دفتر سے ایک مبلغ مہیا کیا جائے جو کہ بروقت جواب اور حوالہ جات مہیا کرنے میں مہارت رکھتا ہو، جو کہ دونوں شفٹوں کے افراد کے ساتھ رابطے میں ہو (یعنی یہیں رہائش پذیر ہو)۔

۶:... ایک ملازم جگہ کی حفاظت، صفائی، چائے وغیرہ بنانے کے لئے ہو۔

تو یوں مجلس کی نمائندگی 24x7 گھنٹے دنیا کے ہر انٹرنیٹ صارف (user) کے لئے مہیا ہوگی، جسے آئندہ انٹرنیٹ چینل کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکے گا۔

۷:... اور یہ تجویز بھی کہ اس کام کے لئے مبلغ -/20,00,000 بیس لاکھ روپے مختص کئے جائیں جو کہ مجلس کی منتظمہ کی زیر نگرانی بوقت ضرورت حسب قواعد مجلس خرچ کئے جاسکیں اور ہر وقت شوریٰ سے منظوری کا انتظار نہ کرنا پڑے، اگر منتظمہ منظور فرمائے تو یہ کام سوچنے سے بھی بہتر انداز سے ممکن ہے۔

اور اگر فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا تو اپنی بساط پر تین ویب سائٹس کے ذریعے جو خدمت اللہ تبارک وتعالیٰ لے رہے ہیں، وہ اکابر مجلس کی سرپرستی میں اللہ کے فضل وکرم سے جاری وساری رہے گی، اور یہ تجویز بھی سامنے رکھی کہ بیرون ممالک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن کو پھیلانے کے سلسلے میں مولانا مفتی خالد صاحب زیدمجدہ سے درخواست کی کہ جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، دارالعلوم کراچی، جامعہ فاروقیہ کراچی کے ذمہ داران سے ان موقر اداروں کے فضلاء کرام جو کہ بیرون ملک دینِ حقہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، ان کے ڈاک اور ای میل کے پتے اور رابطہ نمبرز حاصل کریں تاکہ انہیں اس کام کی طرف متوجہ کیا جاسکے اور انہیں ختم نبوت کی خدمت کے لئے مفت کتب، پمفلٹ اور حوالہ جات کی سہولت بذریعہ انٹرنیٹ مہیا کی جاسکے اور ان کی خدمت کو بذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک نظم میں لایا جاسکے، تاکہ سب کی مساعی جمیلہ سے اللہ کریم بہتر نتائج عطا فرمادے۔آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

قرآن مجید ایک سچی کتاب!

کینیڈا کے ایک مستشرق کا قرآنی اعجاز کا اعتراف

جاوید اختر ندوی

کینیڈا کے ایک مستشرق نے جس کا نام جاری میلر (Gary Miller) ہے، چاہا کہ وہ قرآن کریم کا مطالعہ کرے تاکہ اس کے اندر کچھ ایسی غلطیاں تلاش کرے جو اس کو عیسائی کاز کو تقویت بہم پہنچانے میں اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دینے میں معاون و مددگار ثابت ہوں اور اپنے افکار و نظریات میں ان کو حوالے کے طور پر پیش کرے، جن کو وہ اپنے معتقدین اور پیروکاروں کے سامنے برابر پیش کرتا آرہا ہے۔

پہلی مرتبہ قرآن کریم کے پڑھنے سے پہلے اس کے دل میں خیال تھا کہ قرآن مجید میں ریگستان، صحرا، بے آب و گیاہ مقامات اور بدوی زندگی کے بارے میں بتایا گیا ہوگا اور یہی سب تفصیلات ہوں گی، اس لئے کہ قرآن مجید اس کی فکر کے مطابق محض ایک ایسی کتاب ہے جو دینی اور مذہبی ہے اور ایک ایسے ماحول میں یہ کتاب نازل ہوئی جو سادہ اور بدوی ماحول تھا اور آج اس کے نزول پر چودہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ بیت چکا ہے۔

اس کا یہ بھی خیال تھا کہ اس میں ایسے واقعات اور مشکل حالات بھی ملیں گے جو اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئے، جنہوں نے ان کی زندگی میں مصائب کے پہاڑ توڑ دیے اور ان کو ذاتی طور پر بڑا نقصان پہنچا جیسے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہؓ کا انتقال، بیٹیوں اور بیٹوں کی وفات، مشفق چچا کی رحلت اور مخلص صحابیوں کی مفارقت، لیکن اس طرح کی کوئی بھی چیز اس کو قرآن مجید میں نہیں ملی، بلکہ وہ اس وقت حیران رہ گیا، جب اس نے دیکھا کہ قرآن مجید میں حضرت مریم بتول علیہا السلام کے نام سے مکمل ”سورۂ مریم“ موجود ہے، جس میں حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور بڑائی و فضائل کو بیان کیا گیا ہے اور یہ انداز تو عیسائی کتابوں میں بھی نہیں پایا جاتا ہے، اس کے بالمقابل اس کو کوئی ایسی سورۃ نہیں ملی جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی حضرت عائشہؓ، چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ یا محبوب بیوی حضرت خدیجہؓ کے نام سے ہو۔

اس کے ساتھ اس نے یہ بھی دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کا نام پچیس بار قرآن پاک میں آیا ہے جب کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کتاب نازل ہوئی کا صرف پانچ بار تذکرہ آیا ہے، اس سے اس کی حیرت میں اور اضافہ ہوگیا، میلر قرآن کریم کو غور و فکر سے پڑھتا رہا تاکہ اس کو کچھ ایسی لغزشیں نظر آجائیں جو اس کو عیسائیت کے تعلق سے اپنے خیالات کی مدد میں تعاون کرسکیں، لیکن وہ قرآن کریم کی اس آیت کو پڑھا تو حیران رہ گیا:

”أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا“

ترجمہ: ”بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے۔“

میلر اس آیت کو پڑھنے کے بعد کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا مصنف و مولف نہیں جو اس جرأت و ہمت اور بے باکی و بے خوفی کے ساتھ کہے کہ اس کی کتاب ہر طرح کی غلطیوں سے پاک اور محفوظ ہے، لیکن قرآن مجید اس کے برخلاف کھلم کھلا کہتا ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انسانوں کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ اس میں کوئی غلطی نکال کر دکھائے اور یہ بھی بتادیا کہ وہ چاہے جس قدر بھی کوشش کرلے، اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

یہ کوئی نئی بات نہیں، آج بھی یہ چیلنج باقی ہے جیسا کہ اہل عرب جو عربی زبان و ادب کا ایسا ذوق رکھتے تھے کہ ان ہی کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا اور وہ اپنے کو عرب (صاف اور فصیح بولنے والا) اور دوسرے کو عجم (گونگا، بے زبان) کہتے تھے، ان کے بڑے بڑے نامی گرامی اور چوٹی کے ماہرین زبان و ادب نے کوشش کرلی مگر ایک چھوٹی سی آیت بھی بنا کر نہیں کرسکے۔

ڈاکٹر میلر کہتا ہے کہ جب ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے تن تنہا وہ انقلاب برپا کیا جو تاریخ انسانی میں کوئی بھی نہیں کرسکا اور یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ شیاطین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے اور وہی نعوذ باللہ رسول خدا کے پاس قرآن مجید لے کر آئے، اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

”وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ، وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ، إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ“ (الشعراء:۲۱۰،۲۱۲)

ترجمہ: ''اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نازل نہیں ہوئے، یہ کام نہ تو ان کو سزاوار ہے اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں، اور (آسمانی باتوں کے) سننے (کے مقامات سے) الگ کردیے گئے ہیں۔''

اور آگے کہتے ہیں:

''فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔'' (النحل:۹۸)

ترجمہ: ''اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔''

ڈاکٹر میلر کہتا ہے کہ کیا کسی نے یہ دیکھا ہے کہ کسی تالیف یا تصنیف میں شیطان کا یہ طریقہ ہوتا ہے؟ اور کیا شیطان کوئی کتاب لکھتا ہے تو یوں کہتا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے پہلے تم مجھ سے پناہ مانگ لو اور پھر پڑھو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک میں اس طرح کی بے شمار آیات پائی جاتی ہیں، جن میں اس طرح کے شبہ رکھنے والوں کے لئے واضح جواب ہے، قرآن مجید کی آیات میں سے جن آیات نے ڈاکٹر میلر کو اپنی طرف متوجہ کیا، ان میں ایک آیت وہ بھی ہے جو مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کے باہمی تعلقات اور دوستی کے سلسلہ میں ہے، قرآن کریم کہتا ہے کہ یہود اور مشرکین مومنوں سے سب سے زیادہ دشمنی رکھنے والے ہیں اور یہ دشمنی آج تک چلی آرہی ہے اور حالات و واقعات اس پر شاہد ہیں، قرآن مجید کہتا ہے:

''لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ آمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّا نَصٰرٰی ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ۔'' (المائدہ:۸۲)

ترجمہ: ''اے پیغمبر! تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں کے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں، یہ اس لئے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔''

ڈاکٹر میلر کہتا ہے کہ یہ واقعتاً بہت بڑا چیلنج ہے، یہود کے اختیار میں یہ بات تھی کہ وہ معاملے کو بدل دیتے، مسلمانوں کے تعلق سے اپنی محبت کا اظہار کرتے، ان سے دوستی اور محبت رکھتے اور کچھ برسوں کے لئے اس پر تکلفاً ہی سہی قائم رہتے اور یہ ثابت کردیتے کہ قرآن کریم میں ہمارے تعلق سے صحیح نہیں کہا گیا، ہم تو مسلمانوں کے دوست اور ہمدرد ہیں، ان کے ساتھ سارے تعلقات رکھتے ہیں، ان سے ہم محبت کرتے ہیں، ان کی محبت ہمارے دلوں میں ہے، یہ ممکن تھا اور اس طرح قرآن مجید کی آیت کی مخالفت کرسکتے تھے اور مسلمانوں سے کہہ سکتے تھے کہ دیکھو! ہم تمہارے ساتھ اچھے معاملات رکھتے ہیں، تم سے محبت کرتے ہیں، تمہاری خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں اور تمہاری کتاب قرآن مجید میں یہ لکھا ہوا ہے کہ (یہود) تمام لوگوں میں تم سے سب سے زیادہ عداوت رکھنے والے ہیں، اس طرح قرآن مجید میں غلط بات کہی گئی ہے، لیکن ان لوگوں نے ایسا کبھی نہیں کیا اور نہ ایسا کرسکتے ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن مجید اسی ذات کا نازل کردہ ہے جو غیب کی تمام باتوں کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے اور اس کے احاطۂ علم سے کائنات کی چھوٹی بڑی کوئی بھی چیز باہر نہیں ہے۔

اسی کے ساتھ ڈاکٹر میلر کا یہ بھی کہنا ہے کہ قرآن مجید کے اندر ایک ایسی امتیازی صفت پائی جاتی ہے جو کسی دوسرے آسمانی کتاب میں نہیں پائی جاتی، وہ یہ کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کو صحیح اور حق معلومات فراہم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اس سے پہلے یہ باتیں نہیں جانتے تھے، لیکن ہم تمہارے سامنے بیان کررہے ہیں، مختلف اقوام و ملل، تہذیب و تمدن، حکومتوں اور سلطنتوں کے حالات بیان کرتا ہے اور اس میں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں کرتا، جیسا کہ ہم قرآن کریم کی اس آیت میں دیکھتے ہیں، قرآن کریم خود کہتا ہے:

''ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ وَّغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۔'' (آل عمران:۲۴)

ترجمہ: ''اے محمد! یہ باتیں اخبار غیب میں سے ہیں، جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم ان کے پاس نہیں تھے اور نہ اس وقت ہی ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔''

اور ایک جگہ قرآن مجید کہتا ہے:

''تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔'' (الہود:۴۹)

ترجمہ: ''یہ (حالات) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور اس سے پہلے نہ تم ہی ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ہی ان سے واقف تھی) تو صبر کرو کہ انجام پرہیزگاروں ہی کا (بھلا) ہے۔''

☆☆.........☆☆

کامیاب کون ہے؟

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

گزشتہ سے پیوستہ

بہت سے حضرات جو یہ سطریں پڑھیں گے ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں جو یہاں لکھی ہیں، لیکن طبیعت نماز، روزہ اور ذکر تلاوت کرنے پر اور لایعنی باتوں بلکہ گناہوں کے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی، اس کا جواب یہ ہے کہ طبیعت کو نہ دیکھیں بلکہ آخرت کے عذاب، ثواب کو دیکھیں، جہاں ہمیشہ رہنا ہے طبیعت توڑ کر اور نفس کے تقاضے کو دبا کر شیطان کو ذلیل کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں، گناہوں کو چھوڑیں، نماز، روزہ ذکر و تلاوت میں لگیں، کیا دنیا کے بہت کام طبیعت کے خلاف نہیں کرتے؟ دیکھو رات کو میٹھی نیند سو رہے ہیں، بچے نے بیدار ہو کر کہا: مجھے پاخانہ کرنا ہے، میرے ساتھ چلو! نیند چھوڑ کر سردی میں لحاف میں سے نکل کر بچے کے ساتھ پاخانہ تک جاتے ہیں، دفتر میں ملازم ہیں، آفیسر سے مزاج نہیں ملتا، لیکن اس کی ماتحتی کے بغیر چارہ بھی نہیں، طبیعت کے خلاف برسوں اس کی ماتحتی میں گزار دیے ہیں، بات اصل یہ ہے کہ دنیا سامنے ہے، اس کے تقاضوں کو سمجھتے ہیں اور ان تقاضوں کو پورا کرتے اور آخرت سامنے نہیں ہے، اس لئے وہاں کے انعام و اکرام یا عذاب و تکالیف کی آیات و احادیث سن کر عمل کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخرت اگر اس وقت سامنے نہیں ہے تو یقینی تو ہے، جب یقینی ہے تو اس کے لئے دوڑ دھوپ کیوں نہیں کرتے؟ اصل بات یہ ہے کہ آخرت کا یقین ہی کمزور ہے ورنہ وہ ضرور عمل پر آمادہ کرتا۔

اپنے اپنے اعمال لے کر سب کو آخرت میں حاضر ہونا ہے اور اپنی اپنی جواب دہی کرنی ہے، جب اعمال نامہ سامنے آئے گا اور اپنے کئے کا پھل ملے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں لکھنے والے فرشتے مقرر ہیں، وہاں جب اعمال نامے پیش ہوں گے تو انسان حیران رہ جائے گا۔

سورۂ کہف میں فرمایا:

"وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا." (الکہف)

ترجمہ: "اور نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا تو

واعظ کو بے عمل نہیں ہونا چاہئے!

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ہر ایک شخص یہ سوچ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے کہ میں خود گناہگار ہوں، جب گناہوں سے خود پاک ہو جاؤں گا تو لوگوں کو تبلیغ کروں گا، تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ تبلیغ کرنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے گا، کیونکہ ایسا کون ہے جو گناہوں سے بالکل پاک ہو؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ لوگ اسی غلط خیال میں پڑ کر تبلیغ کا فریضہ چھوڑ بیٹھیں، بلکہ حضرت سیدی حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ تو فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے اپنی کسی بُری عادت کا علم ہوتا ہے تو میں اس عادت کی مذمت اپنے مواعظ میں خاص طور سے بیان کرتا ہوں تاکہ وعظ کی برکت سے یہ عادت جاتی رہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت: "اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بے عمل آدمی کو وعظ کہنا جائز نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ واعظ کو بے عمل نہیں ہونا چاہئے اور دونوں میں فرق واضح ہے، مگر یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ بے عمل ہونا نہ تو واعظ کے لئے جائز ہے اور نہ غیر واعظ کے لئے پھر واعظ کی تخصیص کیوں؟ جواب یہ ہے کہ ناجائز تو دونوں کے لئے ہے مگر واعظ کا جرم غیر واعظ کے جرم کے مقابلے میں زیادہ سنگین اور قابل ملامت ہے، کیونکہ واعظ جرم کو جان بوجھ کر کرتا ہے اور اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا جبکہ غیر واعظ جرم کو نہیں جانتا اور اس کا عذر بھی قابل قبول ہوتا ہے کہ اسے پتا نہیں تھا، اس کے علاوہ عالم اور واعظ کوئی جرم کرتا ہے تو یہ دین کے ساتھ استہزا ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جتنا ان پڑھ لوگوں کو معاف کرے گا اتنا علماء کو معاف نہیں کرے گا۔

آپ مجرموں کو دیکھیں گے اس میں جو کچھ ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ کوئی چھوٹا بڑا عمل نہ چھوڑا جسے لکھ نہ لیا اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب موجود پائیں گے، اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔"

سورۂ مجادلہ میں فرمایا:

"یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ" (المجادلہ:۶)

ترجمہ: "جس روز اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ زندہ فرمائے گا، پھر انہیں ان اعمال کی خبر دے گا، جو انہوں نے کیے، اللہ نے سب کو ٹھیک شمار میں رکھا اور وہ لوگ بھول گئے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے۔"

قیامت کے دن جب حاضر ہوں گے تو جو بھی کچھ اعمال کیے تھے، وہ سب آجائیں گے دنیا میں اعمال کرتے رہے اور بھولتے رہے لیکن اللہ جل شانہ کے یہاں سب کچھ محفوظ ہے وہ علیم وخبیر ہے، اس نے اپنے فرشتوں سے بھی لکھوالیا تھا، جب پیشی ہوگی تو اعمال نامے سب ظاہر کردیں گے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوگا:

"هٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" (الجاثیہ:۲۹)

ترجمہ: "یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلے میں ٹھیک ٹھیک بول رہی ہے، بلاشبہ ہم تمہارے اعمال کو لکھوالیا کرتے تھے۔"

سورۂ حشر میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "یعنی ہر نفس غور کرے اور سوچے کہ اس نے کل (آخرت) کے لئے پہلے سے کیا بھیجا ہے؟"

درحقیقت یہ بہت بڑا مراقبہ ہے جو اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے، ہمیشہ غور وفکر کریں اور سوچیں کہ ہم آخرت کے لئے کیا کررہے ہیں اور کیا کرچکے ہیں، زندگی میں گناہ زیادہ کئے ہیں یا نیکیاں زیادہ کی ہیں، اعمال صالحہ کے نام سے جو کام کئے ہیں وہ ناقص تھے یا کامل اور کمی کوتاہی کتنی تھی، اخلاص تھا یا ریاکاری کا جذبہ کارفرما تھا؟ اور جو اعمال اب انجام دے رہے ہیں، ان کے بارے میں بھی فکرمند ہوں کہ مقبولیت کے لائق ہیں یا نہیں؟ جب فکر کرتے رہیں گے تو زندگی کا سراسر نقصان معلوم ہونے لگے گی اور انشاء اللہ رجوع الی اللہ کی توفیق ہوگی اور گناہوں سے سچی توبہ نصیب ہوگی۔

بےفکری کی زندگی مومن کی زندگی نہیں وہ تو اپنا حساب کرتا رہتا ہے اور زندگی کا جائزہ لیتا رہتا ہے، نفس وشیطان کی نافرمانی کرکے گناہوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی طرف لپکتا ہے، جب دین اسلام قبول کرلیا اور قرآن مجید کو خالق ومالک جل مجدہ کی کتاب مانا اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول تسلیم کرلیا تو اب کتاب اللہ یعنی قرآن حکیم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر چلو، دنیا اور اہل دنیا کو نہ دیکھو اللہ کی رضا کو سامنے رکھو، آخرت کی فکر کرو، اخلاق عالیہ اور اعمال صالحہ کو اختیار کرو، گناہوں سے بچو، کافروں کی ریس نہ کرو، گناہوں میں ترقی نہیں ہے، اعمال صالحہ میں رفع درجات ہے جو آخرت کی ترقی ہے اور حقیقی ترقی ہے، ہری بھری دنیا پر نہ جائیں، نفس کی لذتوں کو نہ دیکھیں، آخرت کی نعمتوں کے لئے عمل کریں۔

اہل اللہ کی کتاب پڑھنے سے اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے سے آخرت کے یقین میں پختگی آتی ہے اور اعمال صالحہ پر طبیعت آمادہ ہوجاتی ہے اور نفس بھی گناہ چھوڑ دینے پر آمادہ ہوجاتا ہے، اللہ کے وہ بندے جن کی مجلسوں میں بیٹھنے سے اور جن سے خط وکتابت رکھنے سے طبیعت کا رخ دین کی طرف پھر جاتا ہے ابھی ناپید نہیں ہیں۔ ان کو تلاش کریں، اپنے بچوں کو ساتھ لے جائیں، ان کے پاس انہیں بٹھائیں، وہاں سے آئیں تو مجلس کی باتیں گھر میں سنائیں، بچوں کو اور سب گھر والوں کو روزانہ لے کر بیٹھیں، دینی کتابیں سنائیں، نفس راضی ہو نہ ہو دین پر چلیں اور گھر والوں کو چلائیں؟ کتاب لکھنے والا تو لکھ ہی سکتا ہے، واعظ اچھی باتیں زبانی بتا سکتا ہے، مگر عمل تو ہر ایک کو خود ہی کرنا پڑے گا۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی بیوہؒ کی شہادت

محمد فاروق قریشی

آج حسب معمول اخبار دیکھا تو ''روزنامہ اسلام'' میں دو کالمی خبر نے دل ہلا کر رکھ دیا۔ خود کو قابو کرنا میرے لئے اتنا محال تو کبھی نہ تھا، مگر کچھ معاملہ ہی عجب ہے ''مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی بیوہ ٹریفک حادثے میں انتقال کر گئیں'' خبر کی سرخی پر ہی نظریں جم کر رہ گئیں، خدایا! یہ کیا ہو گیا؟ کہ ابھی تو اپنے بھائی، ایسے جگری دوست مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی جدائی کا زخم بھرا بھی نہیں تھا کہ ایک اور کچوکہ لگ گیا۔ خبر کے مطابق پشاور میں شادی کی تقریب میں شرکت کے بعد مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کا خاندان لاہور آ رہا تھا کہ موٹروے پر شیخوپورہ انٹرسیکشن کے قریب حادثہ پیش آیا، مفتی صاحبؒ کی بیوہ میری بھابی موقع پر ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب کہ ریان بیٹا اور حفصہ بیٹی کے علاوہ ڈرائیور بھی زخمی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت سے نوازے۔

مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ سے میرا تعلق کس نوعیت اور کس اندازے کا تھا؟ اس کے لئے شاید کوئی پیمانہ نظر نہیں آتا، گویا یک جان دو قالب والی کیفیت تھی۔ نظر کے سامنے نہ ہوتے تو بھی ایک دوسرے کی نظروں میں رہتے۔ دور طالب علمی میں اکثر شام سے رات گئے تک ہم ساتھ رہتے اور تنظیمی مصروفیات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ کراچی میں جمعیت طلباء اسلام کی تنظیم وتشکیل میں ان کا کردار مثالی رہا۔ ۱۹۷۲ء میں جب کہ میں جامعہ کراچی اور مفتی صاحبؒ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے طالب علم تھے، انہوں نے جمعیت طلباء اسلام کے کام میں اس قدر تازگی کی کہ کراچی میں یونیورسٹی سے لے کر کالج اور دینی مدارس تک کوئی تعلیمی ادارہ ایسا نہ تھا کہ جہاں، جمعیت علماء اسلام کی تنظیم موجود نہ ہو۔

۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت ہو یا ۱۹۸۳ء کی تحریک بحالی جمہوریت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے کراچی میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اس سلسلے میں انہیں پس دیوار زنداں بھی جانا پڑا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ اور ۱۹۸۳ء کی تحریک سواد اعظم، غرضیکہ ہر تحریک میں وہ نمایاں رہے۔

۱۹۷۶ء میں ان کی شادی ہوئی تو بارات کراچی سے پشاور گئی، میں ان دنوں مرکزی نظامت کی مصروفیات کے باوصف لاہور میں تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں ان کو مبارکباد اور خوش آمدید کہنے فیصل آباد اسٹیشن پر پہنچا کہ بارات چناب ایکسپریس سے واپس آ رہی تھی، ان کا مسکراتا اور دمکتا چہرہ آج تک ذہن میں محفوظ ہے۔

مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے رفیق کار مولانا مفتی خالد محمود نے ماہنامہ بینات شہید ختم نبوت نمبر صفحہ ۱۰۰۸ میں آپ کے نکاح کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

''مفتی صاحبؒ کی شادی ۱۹۷۶ء میں پشاور میں اپنی چچازاد کے ساتھ ہوئی۔ آپ کی اہلیہ کے والد آپ کے چچا اور اہلیہ کی والدہ آپ کی خالہ ہوتی تھیں۔ آپ کا نکاح حضرت مولانا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔ ہمارے معاشرے میں شاید اپنی نوعیت کا یہ انوکھا واقعہ ہوگا کہ دولہا نے اپنے نکاح کا خطبہ خود پڑھا، ہوا یوں کہ حضرت مولانا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اگر مجلس میں کوئی عالم ہوں تو ان سے خطبہ پڑھواتے تھے، مفتی صاحبؒ کا نکاح بھی حضرتؒ نے پڑھانا تھا، اس لئے جب مفتی صاحبؒ حضرتؒ کے سامنے آئے تو حضرتؒ نے مفتی صاحبؒ کو حکم دیا کہ خطبہ پڑھو۔ حضرتؒ کی عادت مفتی صاحبؒ کو معلوم تھی، اس لئے حضرتؒ کے حکم پر مفتی صاحبؒ نے جو اس وقت دولہا تھے، اپنے نکاح کے لئے خطبہ پڑھنا شروع کیا، عام شرکائے محفل کو تو اس صورت حال کا علم نہ تھا، سب حیران ہوئے کہ جمیل کو کیا ہوا؟ اسے بہت جلدی ہے نکاح کی، اس سے انتظار بھی نہیں ہوا اور خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ خیر مفتی صاحبؒ نے خطبہ پڑھا، ایجاب وقبول حضرتؒ

ESTD 1880
ABS
حوالہ تاریخ زیورات کے بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

نے کرایا اور دعا کی۔ ’’مفتی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے ۴؍ بیٹے اور ۵؍ بیٹیاں عطاء کیں ماشاء اللہ! سب ہی دینی تعلیم سے بہرہ ور ہیں۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے فراغت کے بعد انہوں نے ناظم آباد کراچی سے جدید خطوط پر استوار تعلیم قرآن کے ادارے ’’اقرأ روضۃ الاطفال‘‘ کی بنیاد رکھی، جو پلک جھپکتے پورے ملک میں پھیل گیا۔ حسن اتفاق کہ اقرأ کے پہلے طلباء ہی میرے اور مفتی صاحبؒ کے بچے تھے۔ بھابی نے انہیں ہر مرحلہ پر ہمت افزائی کی اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ وہ ہمہ وقت سفر میں رہنے لگے۔ لیکن مرحومہ نے حرف شکایت کی بجائے انہیں بچوں کی تربیت اور خانگی مسائل سے بے نیاز رکھا۔ اپنی تمام تر ہوش ربا مصروفیات کے باوجود مفتی صاحبؒ بھی ایسے متوازن اور مربوط تھے کہ ادارے کے مسائل کے ساتھ ساتھ نجی معاملات بھی پیش نظر رہتے، خانگی ضروریات یہاں تک کہ بچوں کی تفریح طبع کا لحاظ رکھنا ان کی مستقل عادت تھی۔ پژمردگی اور یاسیت ان سے کوسوں دور تھی ہمہ وقت خوش باش اور متبسم رہنا ان کا طریق تھا۔ ایک ایک لمحہ کارآمد بنانا اور ہمہ وقت تازہ دم رہنا ان کا معمول تھا۔ ایک سفر سے آنے کے بعد دوسرے سفر پر جانا ان کی عادت بن چکی تھی۔ مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی اہلیہ نے تمام مراحل پر ان کو حوصلہ مند رکھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس قدر قلیل مدت میں اتنی معرکہ آرائی نہ کر سکتے۔ کہتے ہیں کہ ہر ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے کارہائے نمایاں دیکھنے کے بعد ان کی اہلیہ کی عظمت کا یقین آجاتا ہے۔ شوہر کی شہادت کے بعد صبر و شکر اور تسلیم و رضاء کا دامن تھام کر بچوں کی تعلیم و تربیت بھی انتہائی حوصلہ اور قرینہ سے کی۔ مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی شہادت کے بعد رنجیدہ دلی سے کراچی چھوڑ کر آبائی شہر پشاور چلی گئیں۔ لیکن پھر بھی بچوں کا مستقبل اور شوہر کے مسکن کی یاد دوبارہ کراچی لے آئی۔

اقراء کے منتظمین نے مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے بیٹے مولانا مفتی محمد بن جمیل خان کو لاہور کی ذمہ داری سونپی تو گھرانہ لاہور منتقل ہوگیا۔ ابھی ۳۱؍ مارچ کو مینار پاکستان میں اپنے بھتیجے بیٹے مفتی محمد بن جمیل خان سے ملاقات ہوئی، تو دل کی کلیاں کھل اٹھیں اور دیر تک نگاہیں اس کے چہرے پر جمی رہیں، کیا خبر تھی کہ یہ انہونی بھی ہو کر رہے گی۔

آج خبریں دیکھ کر اس سے بات کرنے کی ہمت نہ ہو سکی، بڑی مشکل سے تعزیتی الفاظ کی روایت نبھائی۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ آنکھیں ہی نہیں دل بھی رو رہا تھا۔ میری بجائے وہ مجھے تسلی دینے لگا۔ خدا نے شہیدؒ کی بیوہ کو بھی شہادت کے مرتبے سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے۔ باغ جناں میں جب دونوں کی ملاقات ہوگی تو بھابی فخر و ناز سے کہیں گی کہ صرف تم ہی نہیں میں بھی شہادت کے مرتبے سے یہاں پہنچ گئی ہوں۔ میرے دوست مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی پیدائش کراچی کی تھی انہیں کراچی کی مٹی نصیب ہوئی۔ جب کہ بھابی پشاور کی مٹی میں آسودۂ خاک ہوئیں کہ:

’’پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا‘‘

☆☆..............☆☆

دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس کنری

کنری.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳۱؍ مارچ اور یکم اپریل کو کنری میں مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت عمرکوٹ نے دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس ترتیب دیا۔ جس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد اور مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص سے تشریف لائے۔

یہ کورس بخاری مسجد کنری میں منعقد کیا گیا، جس کا دورانیہ ظہر تا عصر تھا، ابتداء میں مولانا محمد علی صدیقی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت بیان کی۔ اس کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے قادیانی عقائد و نظریات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

دوسرے روز مولانا مختار احمد نے کورس کی غرض و غایت بیان کرنے کے ساتھ شرکائے کورس کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے مخصوص انداز میں قادیانیت پوسٹ مارٹم کیا، اس موقع پر حافظ محمد ذیشان نے کہا کہ انشاء اللہ! آئندہ بھی ہر دو ماہ کے بعد ایسے پروگرام ترتیب دیں گے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

عمل پیہم اور جہد مسلسل کی ضرورت!

مولانا شمس الحق ندوی

اس وقت پورا عالم انسانیت مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک فساد و بگاڑ کے جس دور سے گزر رہا ہے، وہ نہایت بھیانک و خوفناک ہے، کہنے کو تو انسان نے بڑی ترقی کی ہے اور نت نئی ترقیاں ہوتی جارہی ہیں، لیکن ان ترقیوں نے جہاں انسانوں کو سہولتیں اور آسانیاں دی ہیں، وہیں ان کی ایجاد نے انسانی اقدار، اخلاق و کردار، پیار و محبت، باہمی میل ملاپ اور احترامِ انسانیت کو خاک میں ملا دیا ہے، بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اب تو انسانی جانوں کے بھی لالے پڑ گئے ہیں، لوٹ مار اور قتل و خونریزی کے واقعات روز مرہ کے معمول بن گئے، طبقاتی کشمکش اور رنگ و نسل کی بنیادوں پر جو خون خرابہ ہورہا ہے، اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا، اس وقت بالکل وہ صورت حال ہے جس کی تصویر کشی قرآن کریم نے یہ الفاظ ہی کرسکتے ہیں:

"ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔"

ترجمہ: "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔"

اس فساد و بگاڑ اور گھٹا ٹوپ اندھیرے کا ذکر قرآن کریم میں دوسری جگہ اس طرح کیا ہے:

"ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراها ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔"

ترجمہ: "غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں، ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو خدا روشنی نہ دے، اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔"

جب جدید ترقیات نہیں تھیں تو جرائم رات کے اندھیرے میں ہوا کرتے تھے اور کم، لیکن اب جب انسان نے بہت ترقی حاصل کرلی ہے تو دن کے اجالے اور بجلی کی روشنی میں اندھیر مچا ہوا ہے۔

اس کا اصل سبب اور وجہ یہ ہے کہ انسان نے ترقی کرکے سامان راحت اور آسائش اور بجلی کی روشنی کے ساتھ انسانیت سوز اور اخلاق سوز رجحانات و فلسفے بھی تمدن و تہذیب کی آڑ میں پیدا کرلئے ہیں جو مادی وسائل کے سہارے پھل رہے ہیں اور ان میں ایسی وسعت و قوت پیدا ہورہی ہے کہ ان کی مخالفت کرنا خطرات کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور صالح فکر اور رجحان رکھنے والے افراد یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ہمارے پاس وہ وسائل و ذرائع نہیں ہیں، اس صورت حال کا مقابلہ کیونکر کرسکتے ہیں؟

یہ حالات ان لوگوں کی ہمتوں کو بھی پست کررہے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے امام خاتم الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے حامل و داعی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا بگاڑ کے جس درجہ کو پہنچ گئی ہے وہ اب ایسے لوگوں کے وجود کو بھی گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، بلکہ الٹے انہی کو مجرم گردان رہی ہے اور اس کا بھرپور پروپیگنڈا بھی کررہی ہے اور ان کی ہمتوں کو مزید پست کرنے کے اسباب و ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں۔

لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو جو امت مسلمہ کے نام سے موسوم ہیں، کسی حال میں بھی مایوس نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ ان کو نازک سے نازک حالات میں بھی مایوسی سے روکا گیا ہے اور صاف صاف کہا گیا ہے:

"لا تقنطوا من رحمة اللہ"

ترجمہ: "خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔"

لہٰذا امت مسلمہ کے ہر فرد کو اپنی لیاقت و صلاحیت، ذرائع اور وسائل کے بقدر موعظہ حسنہ اور انداز حکیمانہ کے ساتھ حالات کو سدھارنے کی کوشش میں پورے عزم و حوصلہ اور یقین و اعتماد کے ساتھ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ خالق کائنات کوشش کرنے والوں کی کوشش و محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا، دیر سویر یہ کوششیں رات کی تاریکی کو دن کے اجالے میں تبدیل کرتی ہیں، مردہ دلوں میں زندگی کی لہر پیدا کرتی ہیں۔ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

"یخرج الحی من المیت"

ترجمہ: "وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے۔"

اہل ایمان کی کوششیں ضائع نہیں جاتیں، بارہا ایسا ہوا ہے کہ عمل پیہم اور جہد مسلسل نے مردہ قوموں میں زندگی پیدا کردی ہے۔

اسلامی تاریخ میں ابتلا و آزمائش کا دور برابر

آتا رہا ہے اور اہل ایمان برابر اس کا مقابلہ کرتے رہے ہیں، خطرناک سے خطرناک حالات میں ان کے ایمان ویقین میں ڈگمگاہٹ نہیں پیدا ہوئی۔

اس وقت بھی مسلمان پورے عالم میں سخت فتنوں اور آزمائشوں کے دور سے گزر رہے ہیں، ان آزمائشوں میں ایک بڑی آزمائش یہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ سادہ لوح اور دین سے پوری طرح واقفیت نہ رکھنے والے مسلمانوں کے ذہنوں میں مختلف انداز سے یہ بات ڈالنی شروع کردی ہے کہ مسلمان اگر حق پر ہیں اور ان کا خدا زبردست ہے تو وہ ساری دنیا میں ذلیل وخوار کیوں ہیں؟ دنیا کے متعدد علاقوں میں ان پر غربت و افلاس کا سایہ کیوں ہے؟

یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ یہ تو اس وقت بھی کہا گیا ہے جب قرآن کریم نازل ہورہا تھا، مخالفین اسلام بے تکلف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو انہی میں کے ایک فرد تھے، وہ آپ پر نازل ہونے والی وحی کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن سچا ہے اور یہ رسول برحق ہیں تو ان دونوں کی ہنسی اڑانے کی پاداش میں ہم پر خدا کا عذاب کیوں نہیں آجاتا؟ ان باتوں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کیا گزرتی ہوگی، اس کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ڈھارس بندھاتا اور تسلی دیتا ہے:

”فلا یحزنک قولھم انا نعلم مایسرون وما یعلنون۔“ (یٰسین:۷۶)

ترجمہ: ”تو ان کی باتیں تمہیں غمناک نہ کردیں یہ جو کچھ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، ہمیں سب معلوم ہے۔“

جب حقیقت یہ ہے تو پھر مایوسی کے بجائے اپنی سعی وکوشش کو ہر سطح اور انداز سے امت کا جو فرد جتنا کرسکتا ہو، وہ جہاں کہیں بھی ہو، اپنی صلاحیت کے مطابق کوشش کرتا رہے، حالات سے مایوس ہوکر بیٹھ نہ رہے، انشاء اللہ نتائج سامنے آئیں گے، اس لئے کہ انسان کے سامنے نتیجہ اس کی کوشش کے مطابق ہی آتا ہے چاہے اس میں کچھ دیر لگے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

”وان لیس للانسان الا ماسعی وان سعیہ سوف یریٰ ثم یجزاہ الجزاء الاوفیٰ“

ترجمہ: ”اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی، پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔“

واقعہ یہ ہے کہ یہ آیات صاف مسلمانوں ہی کو ہمت کا پیغام نہیں دیتیں بلکہ پوری نوع انسانی کو اور ان سب لوگوں کو جو کوئی صحیح مقصد رکھتے ہیں اور کسی مفید دعوت کے علمبردار ہیں، کسی اچھی بات کے لئے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں، کسی عظیم مقصد کے لئے وہ کھڑے ہوئے ہیں، ان سب کے لئے ان آیات میں حیات نو کا پیغام ہے اور خاص طور پر مسلمانوں کے لئے، ان کی تعلیم گاہوں کے لئے، اصلاحی مراکز کے لئے اس آیت میں پورا دستور العمل موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے لئے اتنا ہی ہے، جس کی کوشش کرے اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور خاص طریقہ ادائے قرآنی کے ساتھ فرمایا گیا ہے:

”ان سعیہ سوف یریٰ“ ”اور اس کی کوشش ایک مرتبہ نظر آکے رہے گی، یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے کہ یہاں ”سوف“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو عام طور پر مستقبل بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جلدی تم کو نتائج نظر نہ آئیں تو مایوس نہ ہونا ”سوف یریٰ“ وہ نظر آئے گا، جو کچھ ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں، سلطنتوں کا قیام، تہذیبوں کا عروج، علوم و فنون کی اشاعت، باکمال لوگوں کا پیدا ہونا، یہ سب انسانی سعی وجہد کے ظہور کے نتائج ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر۔

لہٰذا حالات سے مایوس ہوکر ہمت ہار بیٹھنے کے بجائے پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ ہر بندۂ مومن کو اپنے دین وایمان، تہذیب وثقافت کی بقا اور اس کے تعارف اور دوسروں کو پیام محبت سنانے کی کوشش میں اپنی اپنی صلاحیت اور اپنے اپنے گردوپیش کے ماحول کے اعتبار سے پورے صبر وثبات کے ساتھ کام میں لگے رہنا چاہئے، نتیجہ انشاء اللہ سامنے آکے رہے گا، جس کے لئے سب سے ضروری یہ ہے کہ ہم صرف نام کے نہیں، بلکہ حقیقت میں مسلمان ہوں، ہر حال میں ہمیں اسلام پر فخر وناز ہو، اسلام ہمارا اور ہم اسلام کے ہوں تو وسائل کی کمی اور نظریات کے ہجوم کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمارا معین و مددگار ہوگا اور ہمارا محافظ ونگہبان ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ جھوٹ نہیں ہوسکتا، اللہ کا ارشاد ہے:

”ان تنصر اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم“

ترجمہ: اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔“

☆☆..........☆☆

اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ میں اشتہارات کے ذریعہ اپنی تجارت کو فروغ دے کر تردید قادیانیت کے مشن میں اپنا کردار ادا کریں اور قیامت کے دن شفاعت نبوی حاصل کریں۔

تاریخِ اذان اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مولانا صابر دانش

مسجد نبوی کے دوسرے موذن

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موذنین میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی شمار کیے جاتے ہیں، حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتومؓ دونوں مسجد نبوی کے موذن تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ بلال کی اذان تم میں سے کسی کو سحری کھانے سے نہ روکے، کیونکہ وہ ایسے وقت میں اذان دیتے ہیں جبکہ رات باقی ہوتی ہے اور ان کی اذان اس لئے ہوتی ہے کہ جو تہجد کی نماز میں مشغول ہو اس کو (سحری کھانے کے لئے یا نماز فجر کے واسطے ذرا ستانے کے لئے لیٹنے بیٹھنے کی جگہ) واپس کردیں اور سونے والے کو جگا دیں۔

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بلال رات میں اذان دیتے ہیں، لہٰذا تم ان کی اذان سن کر کھاتے پیتے رہو (یعنی سحری ختم نہ کرو) یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دینا شروع کردیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ابن ام مکتومؓ نابینا ہے، جب تک ان سے یہ نہ کہا جاتا کہ صبح ہوگئی ہے اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس بات کے لئے مقرر تھا کہ صبح ہوتے ہی حضرت ابن ام مکتومؓ کو خبر کردیتا۔ محدثین نے فرمایا کہ حضرت ابن ام مکتومؓ کو فجر کے وقت کی خبر دینے والے حضرت بلالؓ ہی تھے۔ حضرت بلالؓ رات کو اذان دینے کے بعد اسی جگہ پر بیٹھ کر طلوع فجر کا انتظار کرتے رہتے، جب فجر طلوع ہونے کے قریب ہوتی تو اس مقام سے نیچے اتر آتے اور حضرت ابن ام مکتومؓ کو اس کی خبر کرتے۔ حضرت ابن ام مکتومؓ طہارت اور ہر قسم کی تیاری کے بعد جائے اذان پر پہنچ کر اذان دینا شروع کردیتے، یہ وقت طلوع فجر کا ابتدائی وقت ہوتا تھا۔

(معارف السنن، ج:۲)

فتح الباری میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ (گو نابینا تھے مگر) طلوع فجر کی ان کو ایسی پہچان تھی کہ ان سے خطا نہ ہوتی تھی، جہاں فجر نمودار ہوئی، فوراً اذان دے دی۔

امام طحاویؒ کا فرمانا ہے کہ حضرت بلال کی اذان سحری کی اطلاع کے لئے یا تہجد گزار کو قرب صبح کی اطلاع دینے کے لئے ہوتی تھی اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان نماز فجر کے لئے تھی۔

محدث ابن قسطانی نے فرمایا کہ یہ دو اذانیں صرف رمضان میں ہوتی تھیں۔ اس حدیث سے سحری کے وقت اذان دینے کا پتہ چلا مگر حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانہ ہی سے اس پر عمل متروک ہوگیا تھا، چونکہ خلفشار کا اندیشہ تھا کہ لوگ اذان فجر سمجھ کر سحری سے محروم رہ جائیں گے، اس لئے آج کل نہیں پڑھی جاتی ہے۔

ایک دوسری روایت جو ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت اُنیسہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اذا اذن ابن ام مکتوم فکلوا واشربوا واذا اذن بلال فلاتا کلوا ولا تشربوا...الخ'' اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رات کو اذان دیتے اور اوران کی اذان سحری کی اطلاع کے لئے ہوتی تھی، جیسا کہ حدیث مذکور میں فرمایا کہ حضرت ابن ام مکتومؓ کی جب تم اذان سنو تو کھاتے پیتے رہو اور جب حضرت بلالؓ اذان دیں تو تم کھانا پینا بند کردو (کیونکہ وہ اذان نماز فجر کے لئے ہے)۔

محدثین نے فرمایا کہ یہ دونوں الگ الگ واقعے ہیں اور ان کا تعلق دو مختلف زمانوں سے ہے، ابتداً حضرت بلالؓ نماز فجر کے لئے اذان دیا کرتے تھے، پھر ان کی بصارت میں خرابی پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وہ کبھی اذان فجر کو وقت سے پہلے دیتے تھے اور کبھی تاخیر کرکے دیتے اور ابن ام مکتومؓ لوگوں کے خبر دینے کے بعد اذان دیا کرتے تھے، تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو رات کا موذن مقرر فرمادیا، چنانچہ وہ اس وقت سے رات کو اذان دینے لگے اور حضرت ابن ام مکتومؓ کو اذان فجر کا موذن مقرر فرمادیا۔ (معارف السنن، ج:۲)

حضرت ابن ام مکتومؓ کا تعارف

آپ کے نام کے بارے میں علماء سیر نے کئی روایات نقل کی ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ کا نام عمرو بن زائدہ ہے، دوسری روایت میں عمرو بن قیس بن زائدہ ہے، تیسری روایت میں ہے کہ آپ کا نام عبداللہ تھا، لیکن معروف ومشہور عمر بن زائدہ ہے۔ محمد بن سعد

کاتب الواقدی فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کہتے تھے کہ ان کا نام عبداللہ ہے، اور اہل عراق کہتے تھے ان کا نام عمرو ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کے والد کا نام قیس بن زائدہ تھا۔ (تہذیب التہذیب، ج:۸) لیکن ابوعمرؓ نے اس کی تردید کی اور فرمایا کہ اس پر کسی کا اتفاق نہیں ہوا۔ ابن حبان فرماتے ہیں، ان کا نام حصین تھا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، بعض نے فرمایا ہے کہ عمرو ان کا نام رکھا۔ (تہذیب التہذیب، ج:۸)

آپ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اور والد کے نام میں بھی علماء سیر کا اختلاف ہے، کسی نے قیس بن زائدہ بتایا ہے اور کسی نے عمرو اور علامہ ثعلبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کے والد کا نام شرح بن مالک ہے۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ ان کے والد کا نام عبداللہ بن زائدہ ہے، آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکثہ ہے اور ام مکتوم آپ کی والدہ کی کنیت تھی۔ (الاصابہ، ج:۲)

مکتوم کا معنی ہے چھپا ہوا چونکہ حضرت ابن ام مکتومؓ (ایک قول کے مطابق) نابینا پیدا ہوئے تھے، اس لئے ان کی والدہ کو ام مکتوم کہا جانے لگا، یعنی ایسے لڑکے کی ماں جس کی آنکھیں چھپائی ہوئی ہوں اور بہت سے علماء نے فرمایا کہ پیدائشی نابینا نہ تھے بلکہ پہلے بینا تھے بعد میں بینائی جاتی رہی۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ: "والمعروف انه عمی بعد بدر بسنتین" یعنی علماء سیر میں یہی معروف و مشہور ہے کہ غزوۂ بدر کے دو سال بعد وہ نابینا ہوئے تھے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت ابن ام مکتومؓ کا ذکر سورۂ عبس میں موجود ہے اور وہ مکہ میں نازل ہوئی تھی، لہٰذا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعثت نبوی سے دو سال بعد نابینا ہوئے ہوں گے، راوی نے "بعد البعثه" کی جگہ "بعد بدر" نقل کردیا۔ (من اوجز السالک)

آپ کا شمار ان سابقین اسلام میں ہوتا ہے جو مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پہلے ہی مدینہ منورہ ہجرت کرگئے تھے۔

خلافت و امامت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بہت اکرام کرتے تھے، جب آپ جہاد وغیرہ کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنا جاتے تھے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے امور آپ کی واپسی تک آپ سے متعلق ہوجاتے تھے اور اس زمانہ میں مسجد نبوی کے امام بھی آپ ہی ہوتے تھے۔ علماء سیر نے لکھا ہے کہ ان تیرہ موقعوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑا، ابواء، بواط ذی العشیرہ، غزوۂ فی طلب کرز بن جابر، غزوۃ السویق، غطفان، غزوہ احد، حمراء الاسد، نجران، ذات الرقاع، فی خرجه فی حجة الوداع، فی خرجه الی بدر۔ (الاصابہ، ج:۲، ص:۵۱۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں بھی آپ کو خلیفہ بنایا تھا اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل وعیال پر چھوڑا تھا۔

(مدارج النبوۃ اردو، ج:۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بار حضرت ابن ام مکتومؓ کو اپنا خلیفہ بنایا، اتنی مرتبہ کسی کو نیابت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ (الاصابہ، ج:۲)

سورۂ عبس کا نزول اور
حضرت ابن ام مکتوم کا اعزازی تمغہ

صاحب روح المعانی سورۂ عبس کا شان نزول لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم قریش مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ بعض روایات میں ان میں سے بعض کے نام آئے ہیں۔ ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، ابی بن خلف، امیہ بن خلف، شیبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ (از معارف القرآن، ج:۸) اور ولید بن مغیرہ تھے ان لوگوں کے مسلمان ہوجانے کی امید تھی کہ دوسرے لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی اسلام قبول کریں گے۔ اسی وقت حضرت ابن ام مکتومؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پڑھایئے اور اللہ تعالیٰ نے جو علوم آپ کو دیئے ہیں، ان میں سے سکھایئے اور یہ بات ایک ہی مرتبہ کہہ کر خاموش نہیں ہوگئے بلکہ بار بار کہتے رہے اور چونکہ نابینا تھے، اس لئے ان کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کو دعوت دینے میں مشغول ہیں۔

اور ابن کثیر کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آیت قرآن پڑھوانے کا سوال کیا اور اس سوال کے فوری جواب دینے پر اصرار کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ کے کفار سرداروں کو دین کی تبلیغ کرنے اور سمجھانے میں مصروف تھے (جن کا ذکر اوپر تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقع پر عبداللہ بن ام مکتومؓ کا اس طرح خطاب کرنا اور ایک آیت کے الفاظ درست کرنے کے معمولی سوال پر فوری جواب کے لئے اصرار کرنا ناگوار ہوا، جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن ام مکتوم پکے مسلمان تھے اور ہر وقت کے حاضر باش تھے، دوسرے اوقات میں بھی سوال کرسکتے تھے، ان کے جواب کے موخر کرنے میں کسی دینی نقصان کا خطرہ نہ تھا، بخلاف روسائے قریش کے کہ نہ

یہ لوگ ہر وقت آپ کی خدمت میں آتے ہیں اور نہ ہر وقت ان کو اللہ کا کلمہ پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس وقت یہ لوگ آپ کی بات سن رہے تھے، جس سے ان کے ایمان لانے کی توقع کی جاسکتی ہے اور ان کی بات کاٹ دی جاتی تو ایمان سے محرومی ان کی ظاہر تھی۔

ان مجموعہ حالات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتومؓ سے رخ پھیر کر اپنی ناگواری کا اظہار فرمایا اور جو گفتگو تبلیغ حق کی روسائے قریش کے ساتھ جاری تھی، اس کو جاری رکھا، اس پر مجلس سے فارغ ہونے کے وقت سورۂ عبس کی آیات ذیل نازل ہوئیں:

عَبَسَ وَتَوَلّٰی ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰی ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰی ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰی ۝ وَهُوَ يَخْشٰی ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝

ترجمہ: ''پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر (ناگواری کے باعث) شکن پڑ گئی اور رخ موڑ لیا، اس بات سے کہ ان کے پاس نابینا آیا اور آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا وہ نصیحت قبول کرتا تو اس کو نصیحت کرنا فائدہ پہنچاتا، لیکن جو شخص بے پروائی کرتا ہے تو آپ اس کی فکر کرتے ہیں، حالانکہ آپ پر اس کا کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور (خدائے پاک سے) ڈرتا ہے، آپ اس سے بے توجہی برتتے ہیں، ہرگز ایسا نہ کیجئے، بے شک قرآن نصیحت کی چیز ہے سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے۔''

(معارف القرآن ج:۸)

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتومؓ کے اعزاز واکرام کا خاص دھیان فرماتے تھے اور ان کے حاضر ہونے پر فرمایا کرتے تھے: ''مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی'' یعنی اس کے لئے خوش آمدید ہے، جس کے بارے میں مجھے میرے رب نے عتاب فرمایا اور ان سے یہ بھی دریافت فرمایا کرتے تھے کہ ''ھل لک من حاجۃ'' یعنی کیا تمہاری حاجت کچھ ہے؟

جذبۂ جہاد اور جنگ قادسیہ میں جام شہادت نوش کرنا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (کاتب وحی) کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (سورۂ نساء کی) یہ آیت اس طرح املا کرائی: ''لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' یعنی جہاد میں شرکت نہ کرکے (گھروں میں) بیٹھ جانے والے مومنین اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں۔ ابھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت شریفہ کا املا کرا ہی رہے تھے کہ حضرت ام مکتومؓ آ گئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کرسکتا تو ضرور آتا (چونکہ) وہ نابینا تھے (اس لئے انہوں نے یہ بات کہی) ان کے کہنے پر اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور آیت بالا میں لفظ: ''غیر اولی الضرر'' کا اضافہ فرمایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ جب یہ وحی نازل ہوئی اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ران میری ران پر تھی، وحی کے بوجھ سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری ران کچلی جارہی ہے، اس کے بعد وہ کیفیت جاتی رہی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی کے وقت طاری ہوتی تھی۔ (ترمذی شریف کتاب التفسیر)

لفظ غیر اولی الضرر کے نزول کے بعد اب پوری آیت اس طرح لکھی گئی:

''لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ'' (النساء)

ترجمہ: ''وہ مسلمان جو بلا عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں برابر نہیں ہوں گے۔''

جو لوگ معذوری کی وجہ سے شریک جہاد نہ ہوسکے مگر ان کے دلوں میں عزم کامل ہے اور شوق جہاد بھرپور ہے تو ایسے حضرات اپنی سچی نیت اور تڑپ کے باعث جہاد کرنے والوں ہی کی برابر ہیں۔ ہاں غیر معذورین کو شریک جہاد ہوکر مجاہدین کی برابری کا فکر کرنا چاہئے، چونکہ ہر موقع پر جہاد فرض عین نہیں ہے۔ اس لئے ہر غزوہ میں اگر بعض نہ جاویں گے تو گناہگار تو نہ ہوں گے، لیکن جہاد کرنے کے جو فضائل ہیں ان سے محروم ہوجائیں گے، جو صرف جہاد کرنے سے ہی ملیں گے۔

ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے جو حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آیت ''لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ'' نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتومؓ نے (دعا) فرمائی: ''ای رب انزل عذری'' یعنی اے میرے رب! آپ میرا عذر نازل فرمادیجئے (اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا) اور یہ آیت نازل فرمائی: ''غیر اولی الضرر'' جس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں (ماقبل اور مابعد والی آیات کے درمیان اس آیت کو لکھوادیا، مگر شوق اور جذبۂ جہاد کی وجہ

سے) وہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد (بھی) جہاد میں شریک ہوتے تھے اور (اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ جھنڈا مجھے دے دو، اس لئے کہ میں نابینا ہوں، میں بھاگنے کی طاقت نہیں رکھتا، راستہ نہ دیکھنے کی وجہ سے) اور مجھے دونوں صفوں کے درمیان کھڑا کردو۔ (حیوۃ الصلوۃ، ج:۱)

یہی شوق اور جذبۂ جہاد آپ کو قادسیہ کے میدان جنگ میں لے پہنچا اور اسی موقع پر جامِ شہادت نوش فرمایا، یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے جنگِ قادسیہ میں ان کو اس حال میں دیکھا کہ لوہے کی وہ زرہ پہنے ہوئے اور ہاتھ میں سیاہ جھنڈا لئے ہوئے تھے (بینائی نہ ہونے کے باعث) چونکہ شمشیرزنی سے عاجز تھے، اس لئے جھنڈا سنبھالنے ہی کی خدمت اپنے ذمہ لے لی، ایک قول یہ بھی ہے کہ فتح قادسیہ کے بعد مدینہ منورہ واپس آکر وفات پائی۔

عہد نبوی کے دیگر موذنین

حضرت زید بن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ:

ایک مرتبہ حضرت زیاد بن الحارث الصدائی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے فجر کی اذان پڑھی۔ اس کا تفصیلی واقعہ صاحب البدایہ والنہایہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ایک سفر میں تھے۔ حضرت زیاد بن الحارث فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کا کھانا تناول فرمالیا اور (کوچ کا ارادہ کیا) تو میں آپ کے ساتھ ہولیا، اور آپ کے قریب قریب چلنے لگا (اس کوچ میں چلتے چلتے) تمام صحابہ کرامؓ آپ سے پیچھے رہ گئے اور میرے علاوہ آپ کے ساتھ کوئی صحابی باقی نہ رہا۔ اس اثنا میں صبح کی نماز کا وقت ہوگیا، آپ نے مجھے اذان دینے کا حکم دیا، پس میں نے اذان دی اور اذان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ: یارسول اللہ! اقامت کہوں، آپ مشرق کے کناروں پر فجر کو دیکھتے اور فرماتے ابھی ذرا ٹھہرو، یہاں تک کہ جب فجر خوب واضح ہوگئی آپ (سواری سے) اترے اور قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، آپ کے قضائے حاجت سے واپس ہونے تک تمام صحابہ آپہنچے، آپ (قضائے حاجت سے فارغ ہوئے) اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

"ھل من ماء یا اخا صداء۔"

ترجمہ: "کہ اے صدا قبیلہ کے (حارث) کیا وضو کے لئے پانی ہے؟"

میں نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کو بھی کافی نہ ہوگا، آپ نے فرمایا کہ اس پانی کو برتن میں ڈال کر میرے پاس لاؤ، میں نے اسی طرح کیا اور پانی کا (برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا) آپ نے اپنی ہتھیلی مبارک پانی میں ڈال دی، حضرت صداء فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان سے ایک چشمۂ اُبل رہا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کو کہہ دو کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو لے لے، چنانچہ ضرورت مند نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے لیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے، تو حضرت بلالؓ نے (حسب دستور جیسا کہ ہمیشہ اپنی اذان کے بعد اقامت کہا کرتے تھے اس مرتبہ بھی) اقامت کہنے کا ارادہ کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اخا صداء أذن ومن اذن فھو یقیم۔"

ترجمہ: "بلاشبہ صداء قبیلہ کے (حارث) نے اذان پڑھی ہے اور جو اذان پڑھے وہی اقامت کہے۔"

بارگاہ رسالت میں حضرت زیادؓ کی حاضری کا واقعہ

آپ کا نام زیاد بن الحارث الصدائی ہے، صداٗ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے، آپ یمن سے مصر تشریف لے آئے تھے۔ (از بذل المجہود، ج:۱)

آپؓ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام پر بیعت فرمائی۔ حضرت زیاد بن الحارث صدائی فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر بیعت لی تو اس وقت مجھے یہ خبر ملی کہ ایک لشکر میری قوم کی طرف بھیجا گیا ہے، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس لشکر کو واپس بلا لیجئے، اور میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ میری قوم اسلام لے آئے گی اور آپ کی مطیع و فرمانبردار ہوجائے گی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کو واپس بلا لاؤ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری سواری بہت تھکی ماندی ہے۔

جناب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے صحابی کو بھیج کر لشکر واپس بلا لایا۔ حضرت صدائی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کو ایک خط لکھ کر بھیجا، پس ان کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگیا، مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"اے قبیلہ صداٗ کے بھائی! تم اپنی قوم کے سردار ہو، میں نے عرض کیا، (میرا اس میں کیا دخل ہے؟) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہدایت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! تو میں تم کو ان لوگوں پر امیر نہ بنادوں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بنائیے۔" (البدایہ والنہایہ، ج:۱، ص:۸۳)

(جاری ہے)

مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں!

”بیادِ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی نور اللہ مرقدہ“

حافظ محمد شاہد مدظلہ

گزشتہ سے پیوستہ

کی طرف اشارہ دے رہے تھے۔ (جاری ہے)

جمعیت پنجابی سوداگران برادری پر اللہ پاک کا ایک بڑا احسان:

”آؤ دونوں مل کر اشاعت قرآن کریم کریں“

اس عاجز سے حضرت شیخ مدنیؒ نے بار بار یہ الفاظ فرمائے اور رمضان المبارک کے بعد اپنے گھر کے ایک کمرے میں قرآن پاک کے مکتب کی بنیاد رکھ دی، یہ تھی جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کی بنیاد جو کہ ۱۹۸۲ء میں رکھی گئی۔

چمن میں لگے پھولوں اور پتیوں کی خوشبو اور رنگینی اس بات کا پتا دیتی ہے کہ یقیناً اس کا کوئی مشاق مالی ہے جس نے اپنے فن، لگن اور پسینے سے اس باغ کی آبیاری کی ہے۔ حضرت شیخ مدنیؒ کے جہاں امت کے اور طبقوں پر احسانات ہیں، وہیں اپنی دہلی کی پنجابی برادری پر بہت بڑا احسان جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کی صورت میں کیا ہے برادری کے بچے بچیوں کی رہائشوں سے قریب تر ایک دینی، تعلیمی و تربیتی ادارہ کا قیام، جس میں تعلیم و تربیت پاکر اور حضرتؒ کی منفرد اور خصوصی شفقت و توجہ کے ساتھ اصلاح و ارشاد کے پاکیزہ ماحول میں اپنے آپ کو تعلیمات نبویہ سے آراستہ کرکے کراچی کے مختلف علاقوں، پاکستان کے مختلف شہروں، بلکہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دنیا کے مختلف ملکوں میں اس روشنی کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ کتنے حضرات نے مختلف مجالس میں اور کتنی خواتین نے فون اور خطوط کے ذریعہ حضرت کے تربیت یافتہ طلباء و طالبات کے گھروں اور خاندانوں کے بدلنے کے واقعات سنائے۔

حضرت اپنے طلباء و طالبات کو اپنے بچوں کی طرح مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے:

”تم میں سے ہر ایک اپنے گھر اور خاندان کے بدلنے کا ذمہ دار ہے اپنے گھروں سے بے دینی کے ماحول کو نکالو اور پیار و محبت کے ساتھ سمجھا کر دین داری کا ماحول بناؤ۔ تمہارے گھر میں کوئی بے نمازی نہ رہے نمازوں کے اہتمام کے ساتھ دوسروں کو بھی نماز کی پابندی کی طرف لاؤ۔ تمہاری چال چلن، انداز گفتگو، لباس، کھانا پینا، ملنا جلنا، رشتہ داروں سے تعلقات، والدین کا احترام اور ان کی خدمت، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام، آس پڑوس سے تعلقات، غمی، خوشی، غرضیکہ چوبیس گھنٹے کی زندگی ایک داعی والی زندگی ہو۔ پتہ چلے کہ یہ معہد الخلیل میں پڑھنے والا طالب علم یا طالبہ ہے۔ طلباء کو خطاب کرتے ہوئے کہتے کہ ہم جتنے اس وقت اس مجلس میں موجود ہیں اگر ہم بدل جائیں تو عالم کی فضا بدل جائے، ایک عالم پورا معاشرہ بدل سکتا ہے۔

فرماتے: عزیز طلبہ! اپنے مقام کو پہچانئے۔ آپ عام آدمی نہیں ہیں، آپ میں اور ایک اسکول کالج کے طالب علم میں واضح فرق ہونا چاہئے۔ گھروں میں جاؤ تو سلام میں پہل کرو، اونچی آواز میں بازاری لوگوں کی طرح والدین کے یا بہن بھائیوں کے ساتھ گفتگو نہ کرو، والدین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ، دسترخوان پر پانی وغیرہ کی خدمت اپنے ہاتھ میں لو تاکہ ادب آداب میں دوسروں سے ممتاز نظر آؤ اس طرح پتہ چلے کہ مدرسے سے کچھ سیکھ کر آئے ہو۔

اپنے گھروں کی شادی بیاہ کی رسومات و خرافات ختم کرنے میں مصلحت اور حکمت سے کام لو، دعوتوں میں بیجا اسراف، نمود و نمائش، کیمرہ ویڈیو کا استعمال، کھڑے ہوکر غیروں کی طرح کھانا کھلانے اور رات گئے دیر تک منعقد ہونے والی وہ تقریبات (مزاحاً فرماتے ایسی دعوت جس سے پیٹ بھی خراب اور ایمان بھی خراب) جن میں شرکت سے صبح کی نماز قضا ہوجائے اور اللہ پاک اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والے اعمال سے خود بھی بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی سمجھاؤ کہ یہی ناراضگی والے اعمال گھروں میں ناچاقی لڑائی جھگڑے اور بے چینی اور بے سکونی کا سبب بنتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے ہاں شادی وغیرہ میں شریعت کی خلاف ورزی کے بعد اپنے گھر کی ناچاقی پریشانی علیحدگی اور گھریلو جھگڑا آکر سناتا تو اس کو سمجھاتے کہ اللہ و رسول کو ناراض کرکے بے چینی اور بے سکونی بڑھتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں غیروں کی نقالی کرکے اپنے رب کو ناراض کرکے ہمیں سکون حاصل ہوجائے گا، یہ ان کی بھول ہے۔ بڑے درد سے فرماتے:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اکثر ایک اللہ والے کا قصہ سناتے کہ وہ ایک شادی

میں مدعو تھے وہاں رسومات وخرافات دیکھ کر میزبانوں سے دریافت کیا کہ آج تو آپ کے ہاں خوشی کا دن ہے آپ خوشی میں اپنے رشتہ داروں کے علاوہ نوکروں خادموں، ماسیوں اور بھنگیوں کے مطالبہ پر کیا دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہم اتنا دیتے ہیں کہ وہ خوش ہوجائیں، ان بزرگ نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا: آپ نے اس موقع پر سب کا دل خوش کردیا لیکن کیا رحمۃ للعالمین کی ذات ہی رہ گئی تھی جن کا دل خلاف شریعت کاموں سے دکھانا تھا؟ یہ قصہ سنا کر اکثر آپ آبدیدہ ہوجاتے تھے۔

طلبہ کو سمجھاتے احساس دلاتے کہ تمہارے ماں باپ نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین کے حصول کے لئے صبح سے شام تک فارغ رکھا وہ نہ تمہیں کمانے کے لئے بھیجتے ہیں اور تمہیں گھر کے کام کاج اور دوسری تمام جھنجھٹوں سے فارغ کر رکھا ہے تم گھر جاتے ہو تمہارے لئے کھانا کپڑے تیار ہوتے ہیں۔ خود دکھ، بیماری اور دوسری پریشانیاں برداشت کرکے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں تم سے یہ امید لگاتے ہیں کہ ہمارا بچہ دین پڑھ کر ہمارے گھروں، خاندانوں، محلوں اور شہروں کو دین کی روشنی سے منور کرے گا اور ہمیں کوئی دینی مسئلہ پیش آجائے تو ہم اس سے پوچھ کر عمل کرلیں گے۔ ہمارے لئے بموجب حدیث صدقہ جاریہ بنے گا۔ لہٰذا احسن اخلاق وکردار سے اپنے والدین، بہن بھائیوں، عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں اور تمام لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو ایک اچھا نمونہ بنا کر پیش کرو۔

فرماتے: معاشرے کی تبدیلی افراد کی تبدیلی پر موقوف ہے۔ ہمارے معہد الخلیل کا مقصد بھی کردار سازی ہے۔ یہاں ایسے طلبہ وطالبات کو ترجیح دی جاتی ہے جو کچھ بننے اور معاشرے میں اپنی صلاحیتوں اور کردار کو پیش کرکے تبدیلی کا ارادہ رکھتے ہوں، آج دنیا راہ حق کی متلاشی ہے، آج دنیا صحیح اسلامی معاشرہ دیکھنے اور اپنانے کو ترس رہی ہے۔

فرماتے: ایک مرتبہ ایک نومسلم کے سامنے حقیقی اسلامی معاشرہ کی خوبیاں بیان کی جارہی تھیں، سب کچھ سن کر شدت شوق سے کہنے لگا: مجھے بھی ایسے شہر میں لے کر چلو جہاں حقیقی اسلامی معاشرہ قائم ہو۔ کبھی مثال دیتے ہوئے فرماتے: ایک کمرہ ہو، وہاں اندھیرا گھپ ہو، کوئی ایک موم بتی جلائے تو ایکدم روشنی ہوجاتی ہے۔ اور اگر کچھ بلب جلا دیئے جائیں تو سارا کمرہ روشن اور اندھیرا غائب ہوجاتا ہے۔ دنیا کی نگاہیں تم طالبان دین کی طرف لگی ہوئی ہیں، اپنے مقصد اور اپنی قیمت کو پہچانو! اپنے ایک ایک لمحہ کو قیمتی بناؤ۔ اس زمانے میں بڑوں کا کہنا ہے کہ جو اللہ پاک کے دین کے لئے تھوڑا سا بھی اپنے آپ کو کھپاتا ہے، اللہ پاک اس کو بہت نوازتے اور چمکاتے ہیں۔ اللہ رب ذوالجلال کی ذات سب سے بڑی قدردان اور عفو رؤف ذات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنے والوں کا۔" (سورۃ التوبۃ)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اور ضائع نہیں کرتے ہم بدلہ بھلائی والوں کا۔" (سورۃ یوسف)

ایک جگہ ارشاد ہے:

"اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔" (سورۃ آل عمران)

خوشبو جس باغ یا فرد کے پاس سے مہک رہی ہو، ہر کسی کا دل اس کی طرف کھنچتا اور طبیعت کا میلان پاتا ہے۔ ہمارے حضرت نے اپنے اس چمن کو اپنے خون پسینہ سے سینچا، یہ عاجز اس کو ایک محاورہ کے طور پر یا مبالغہ آمیزی کے طور پر پیش نہیں کر رہا، بلکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے، جن ہستیوں نے حضرت کو اس معہد کی بنیاد سے پہلے صحت مند دیکھا وہ اس کے گواہ ہیں جب اس ادارہ کی بنیاد کا داعیہ دل میں پیدا ہوا تو اکثر فرماتے دعا کرو اللہ پاک اس ماحول میں کام کے لئے آس پاس کوئی جگہ عطا فرمادے۔ اللہ کی ذات کو سب قدرت ہے وہ داتا ودینا ہے، اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں، کمی تو ہماری طلب میں ہے۔ اس عاجز سے فرماتے ہم دونوں مل کر اشاعت قرآن کریم کا کام کرتے ہیں۔ اکثر دعاؤں کے لئے ہاتھ اٹھے اور گڑگڑاتے دیکھتا، اس وقت کی یہ کیفیت دیکھ کر ہمارے سلسلہ کے ایک صاحب نسبت بزرگ نے فرمایا: میں مولانا یحییٰ مدنی صاحب کو ایک مدت سے دیکھ رہا ہوں لیکن جو اضطرار، بے چینی اور چہرے کی کیفیت اب دیکھ رہا ہوں اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی، رب ذوالجلال اپنے بندہ کی سچی طلب، اخلاص وللّٰہیت اور راہ حق پر چلنے اور کوشش کو پسند فرماتے ہیں اور اہل حق کے قلوب اور سلیم الطبع افراد کو متوجہ فرماتے ہیں۔

حضرت کی قبولیت کا ایک حیران کن پہلو یہ ہے مختلف مدارس کے علماء ومشائخ، ائمہ مساجد، مختلف دینی شعبوں سے وابستہ حضرات، تاجر حضرات، سماجی وعصری تعلیم سے منسلک طبقہ، حتیٰ کہ بہت سے مدارس اور جامعات کے مہتمم حضرات کو اپنے بچے بچیاں حضرت کے زیر تربیت دینے کے لئے حاضر ہوتے دیکھا۔ فرماتے اصل میں یہ ادارہ "دار التعلیم والتربیۃ" ہے، مجالس میں فرماتے:

"جس کو ہو جان ودل عزیز وہ میری گلی میں آئے کیوں"

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

ترمیم کے ساتھ فرماتے:

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی حاجت نہیں مجھے

فرماتے: جس نے بننے کا ارادہ کیا ہو اس کی تو جوتیاں بھی ہم اٹھانے کو تیار ہیں، جس نے یہاں رہ کر اپنا اور دوسروں کے وقت کو ضائع کرنے ارادہ کیا ہو، وہ آج ہی کسی دوسری جگہ چلا جائے۔ خود تو سوچو آئندہ تم ہی لوگوں نے مقتدا بننا ہے، میری

خواہش ہے یہاں سے فارغ ہو کر جانے والے صحیح دین کو بیان کرنے اور صحیح مسئلہ بیان کرنے میں نہ تو کسی کے آگے جھکیں اور نہ بکیں۔ میرا دل چاہتا ہے یہاں کے لوگوں میں ہر باپ اپنی اولاد میں سے کم از کم ایک بچہ دے، تاکہ وہ یہاں تعلیم وتربیت حاصل کر کے اپنے، اپنے خاندان، برادری، علاقوں، شہروں اور ملکوں میں انقلاب اور تبدیلی کا ذریعہ بنے۔

اللہ کی شان اس چمن کے مالی کی زندگی میں ہی پھولوں نے کھلنا اور خوشبو نے مہکنا شروع کردیا۔ ایک طالب علم کے والد نے حضرت کو بتایا: میں ایک دولت مند تاجر ہوں، جب میں بیمار ہوتا ہوں تو میرے ساتھ تجارت میں جڑی اولاد میرے قریب تک نہیں آتی۔ ماشاء اللہ! معہد میں زیرِ تعلیم میرا بیٹا میرے پاس رہ کر تیمارداری اور خدمت کے ساتھ ساتھ میرے پاؤں بھی دباتا ہے، یہ سب معہد میں آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

ایک یہاں کے ماحول میں تربیت یافتہ عالمہ کا پیغام ایک مغربی ملک میں رہنے والے دیندار گھرانے کے متشرع لڑکے سے آیا، اس عالمہ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ ساری عمر چاروں طرف سے اذان کی آواز سنی، اب ایسے ماحول میں کیسے جا کر رہ سکتی ہوں جہاں اذان کی آواز سننے کو بھی نہ ملے۔

معہد کے ایک طالب علم نے سالانہ امتحان کے پرچہ میں نہ سمجھ میں آنے والے سوال کے متعلق کسی دوسرے مدرسہ سے آئے ہوئے نگران استاذ سے پوچھا تو انہوں نے بے خیالی میں جواب کا کچھ حصہ بیان کردیا، جس پر معہد کے تربیت یافتہ اس طالب علم نے بددیانتی سمجھتے ہوئے اس کا جواب تحریر کرنے سے انکار کردیا۔

بعض طلباء وطالبات کے والدین نے حضرتؒ کی تربیت کا اثر بیان کیا کہ انہوں نے پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام خود بھی شروع کیا اور گھر کے تمام افراد کو نمازوں کے اہتمام پر لانا، خاص کر فجر کی نماز میں جگانا، حکمت ومصلحت سے گھروں اور خاندانوں سے غیر شرعی کاموں اور رسومات کو ختم کرانا، گھر میں بہن بھائیوں اور خاندان کی آپس میں ناچاقیوں اور جھگڑوں کو ختم کرا کر میل جول اور محبت والا ماحول پیدا کرنے جیسے انقلاب انگیز واقعات کا ہم نے خوب مشاہدہ کیا۔

حضرتؒ کے تربیت یافتہ متعلقین ومتوسلین نے اہل محلہ طلباء، اساتذہ کے علاوہ معہد کے خادمین کو بھی تکبیر اولیٰ کا اہتمام نماز تہجد، ذکر واذکار، تلاوت قرآن اور ایامِ بیض کے روزوں کا پابند پایا۔ الحمدللہ جامعہ معہد الخلیل سے فارغ ہونے والی بہت بڑی جماعت، اس کی مختلف علاقوں میں قائم شاخوں، مختلف دوسرے جامعات، پاکستان کے دیگر شہروں اور بیرون ممالک مکۃ المکرمۃ، مدینۃ المنورۃ، انگلستان، امریکہ، کینیڈا، انڈونیشیا اور دیگر ممالک میں تدریسی، تبلیغی اور اصلاحی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ عوام الناس کے لئے محلے کی مساجد اور مراکز میں قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر، درس حدیث، دینی مسائل کا بیان اور وعظ وارشاد کا سلسلہ بھی جاری کیا ہوا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہر سال لاکھوں طلباء وطالبات امتحان دیتے ہیں (اس وفاق کا نظم اور معیار ایک معروف کالم نویس کی تحقیق کے مطابق یورپ کے بعض معروف تعلیمی اداروں سے بڑھا ہوا ہے)۔ الحمدللہ معہد کے طلباء وطالبات کی پورے پاکستان میں ہر سال اول، دوم، سوم میں سے پوزیشنوں کا سلسلہ کافی سالوں سے جاری ہے (اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس سلسلہ کو اپنے فضل واحسان سے جاری رکھے۔ آمین)۔

حضرت نے اپنے آپ کو ساری زندگی معہد الخلیل کی چاردیواری کا پابند رکھا اور یکسوئی کے ساتھ طلبہ وطالبات کی تعلیم، اصلاح وتربیت میں لگے رہے لیکن کبھی بھی امت مسلمہ کے لئے پیش آمدہ مسائل کے حل اور انکی اصلاحی تدابیر سے غافل نہ رہے۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمہ اللہ جن کا شمار ایک بڑی عالمی علمی شخصیات میں ہوتا تھا، حج وعمرہ کے موقع پر دنیا کے تمام اطراف سے مدینہ منورہ حاضر ہونے والے علماء، صلحاء، مشائخ اور عوام الناس کا مسجد نبوی میں ان کے ارد گرد ہجوم رہتا تھا۔ ہمارے حضرتؒ سے جب بھی ملاقات ہوتی خصوصی عنایات کے ساتھ مسلمانوں کے عالمی حالات وغیرہ پر طویل گفتگو فرماتے، اور اکثر خط وکتابت کا بھی سلسلہ رہتا۔

ایک مرتبہ ایک برادری کا وفد ان سے ملنے گیا، وفد کے افراد نے اپنی پہچان کے لئے مولانا یحییٰ مدنی صاحبؒ کے حوالہ سے اپنا تعارف کروایا۔ مفتی صاحب نے ان سے فرمایا ”سن لو! تمہاری برادری میں حفظ کا تو بڑا رواج تھا لیکن برادری کے بچوں کو علم دین کے حصول پر لگانے کا سہرا مولانا یحییٰ صاحب کے سر ہے۔“

اکثر لطیفہ کے طور پر سنایا کرتے تھے کہ جب میں مدینہ منورہ طویل قیام کے بعد کراچی آیا تو قبرستان جانے کے لئے جنازے کے ساتھ میت بس تک جاتا تو مجھے پہچانتے نہ تھے اور آواز دے کر کہتے ”مولوی صاحب ایک طرف ہوجاؤ“ اور دوسروں کو ”آیئے بھائی صاحب“ اور ”آیئے شیخ صاحب“ کہہ کر چڑھا لیتے اور میں بس میں سوار ہونے سے رہ جاتا۔

فرماتے: تمہاری پہچان تمہارا کام اور تمہارا کردار ہونا چاہئے، اپنے اکابر کی جوتیوں کے صدقے دنیا میں پھرا ہوں، گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے، پورے شرح صدر کے ساتھ اپنی تمام عمر کے تجربہ سے یہ بات کہتا ہوں صرف جمعیتوں، جماعتوں، تنظیموں اور ادارے بنانے سے کام نہیں چلے گا۔ جب تک افراد کے دلوں کو بدلنے اور کردار سازی پر محنت نہیں ہوگی، حالات کی تبدیلی اور زندگیوں میں انقلاب کی توقع بیکار ہے۔ تم میں سے ہر ایک چلتا پھرتا دین کا داعی بن سکتا ہے، اس کی مثال دنیا کے سامنے ہے کہ چند لوگوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دنیا کے ایک ٹکڑے پر شریعت نافذ کر کے اپنے کردار

اور عمل سے دنیا کے سامنے اپنا لوہا منوایا۔ اور اللہ پاک کی نصرت ان کے شامل حال ہوئی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پاکیزہ جماعت دنیا کے ایک ایسے علاقے میں گئی جن کا ماحول ومعاشرہ بالکل مختلف تھا، وہاں حضرات صحابہؓ نے اسلامی اصولوں کے مطابق تجارت کی اور با کردار تاجر کی حیثیت سے اپنے آپ کو متعارف کرایا۔ ان حضراتؓ کے اصول، تجارت، کردار ومعاملات کو دیکھ اور پرکھ کر وہاں کے لوگوں میں جستجو پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے ان حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ملک ومذہب کے بارے میں دریافت کیا۔ یوں لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے دوردراز علاقوں تک اسلام پھیل گیا۔

حضرتؒ نے امتِ مسلمہ کے غم میں گویا اپنے آپ کو گھلا لیا تھا، سخت بیماری کی حالت میں بھی جہاں کہیں سے بھی کسی دینی ادارے یا دینی کام میں لڑائی جھگڑے یا فساد کی خبر سنتے تو گویا تڑپ جاتے۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں مصائب کا شکار مسلمانوں کے لئے دن رات دعا گو رہتے۔ اکثر فرماتے رات کی چند گھنٹوں کی نیند کے بعد آنکھ کھل گئی یا پوری رات نیند نہ آئی، پھر نہ پوچھو کہ رات کیسی فکر اور بے چینی میں گزری۔ عمر کے آخری دس سالوں میں جبکہ مختلف بیماریوں نے نہایت پیچیدہ صورت اختیار کرلی تھی تب بھی حضرت نے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے مسلسل کام کرکے اپنے آپ کو مصروف رکھا اور ہر شعبہ میں اپنی پوری ہمت، توجہ، نگرانی اور تربیت کے ذریعہ اپنے آپ کو خدمت دین میں مصروف رکھا۔

حضرات اہل اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ حضرتؒ ایک فرد نہیں بلکہ اپنی ذات کے لحاظ سے "ایک ادارہ" تھے۔ اتنی محنت صرف کرنے کے باوجود اپنے باغ کے پھل پھول دیکھ کر اکثر فرماتے "اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں یہ خالص اللہ کا فضل ہے۔ اگر وہ ذات اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمالے تو اس سے بڑا کوئی شرف نہیں۔"

یہ بھی فرماتے: "میرے ساتھیو! کام کو پھیلاؤ یعنی مرکز کی شاخوں کو دیکھ کر کام سے اور ذات کے بنانے سے بے فکر اور مطمئن ہوکر نہ بیٹھ جانا۔" یہی چیز تنزلی اور تباہی کا سبب بنتی ہے۔ انسان جب تک زندہ ہے وہ حالتِ عمل میں ہے یا تو وہ اپنی فکر وہمت سے اوپر کی طرف ترقی کی منازل طے کرتا ہے یا اپنی غفلت کی وجہ سے تیزی سے تنزلی کی طرف جاتا ہے اس کے علاوہ تیسرا کوئی راستہ نہیں۔

برادری کی معروف شخصیات، معالجین، علمائے کرام، پرانے متعلقین اور وہ واقف لوگ جنہوں نے صحت کے زمانے میں خوب خوب دیکھا ہر کوئی یہ درخواست کرتا "بڑے مولانا" (یہ نام گویا حضرت کی پہچان بن چکا تھا) سے کہو آپ آرام کریں۔ آپ کے ساتھی آپ کے حکم اور منشاء کے مطابق کام کریں گے لیکن آپ "منظور نہ فرماتے اور اس بوڑھے دیہاتی کی مثال سناتے وہ جب بوڑھا ہوگیا تو اس نے اپنی جوانی کے مشغلہ کو یاد کرکے کہا کہ میرا جی چاہے کہ میرے چاروں طرف آرے لگے ہوں کوئی ادھر لکڑی چیر رہا ہو، کوئی دوسری طرف اور بھی تیسری طرف سے چیرنے والی مشین کی آواز آرہی ہو سب طرف سے چرچر کی آوازیں آرہی ہوں اور میں ان آوازوں کو سن کر خوش ہوتا رہوں، اس مثال کے بعد یوں فرماتے اسی طرح میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں ایسے ماحول میں پڑا رہوں کہ میرے ارد گرد قال اللہ اور قال الرسول پڑھا جارہا ہو اور مجالس ذکر لگی ہوئی ہوں اور لاالہ الا اللہ کی صدائیں آرہی ہوں اور میرا دل ان سب کو سن کر جھوم رہا ہو۔ مخلص معالجین اور ڈاکٹر حضرات تو اکثر کہتے کہ ہم اپنے تجربات اور طبی اصولوں کی روشنی میں جب حضرت کی صحت اور محنت ومجاہدہ کا موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہوجاتا ہے کہ حضرت اللہ کے فضل وکرم سے "خالص روحانی قوت" کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے "انا عند ظن عبدی بی" (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں) وصال سے قبل آخری دنوں میں ایک نئے ڈاکٹر صاحب جو اپنے فن کے ماہر تھے اپنی ٹیم کے ساتھ معائنہ کرنے آئے، انہوں نے کہا: "یحییٰ صاحب کیا حال ہیں آپ کو کیا محسوس ہورہا ہے؟ کئی بار آواز دی لیکن غنودگی کی وجہ سے کوئی جواب نہ پاکر اور سینہ پر آلہ لگا کر چیک کیا تو ایک دم چونک گئے کہ اس حالت میں بھی سانس کے ساتھ "اللہ اللہ" جاری ہے فرمانے لگے کہ سانس آتے جاتے دونوں وقت اللہ کی آواز سن رہا ہوں۔ اس کے بعد اپنی ٹیم کے باقی افراد کو آلہ لگوا کر سنوایا۔ پھر چہرے کی طرف متوجہ ہوئے تو اسی غنودگی یا نیم بیہوشی کی سی حالت میں "لاالہ الا اللہ" کو سب ہی نے قریب کھڑے ہوکر سنا۔

قربان جائیں اس اکرم الاکرمین (سارے کریموں سے بڑا کریم) ذات پر جس نے اس عاشق بندے کے دل کی صدا اور دعا پر مہربانی فرماتے ہوئے اپنے اس عاجز مخلوق پر اس طرح اظہار فرمایا کہ طلباء واساتذہ تعلیم وتعلم کے سلسلہ میں مصروف کچھ اپنے لوگ اور ذاکرین کی جماعت سرہانے اور ارد گرد ذکر وتلاوت میں مشغول، عاشق کی اپنی زبان پر بھی ذکر جاری اس روحانی ماحول سے نکال کر ملاقات کے لئے اپنی بارگاہ میں بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وصال کے فوراً بعد چہرے پر ایک چمک اور بشاشت نمایاں تھی۔ زندگی میں اکثر یہ شعر پڑھتے ہوئے دیکھا:

کہیں بند جو آنکھیں تو میری کھل گئیں آنکھیں
کیا تم کو بتاؤں مجھے کیا کیا نظر آیا

نماز جنازہ اور تدفین سے قبل چہرے پر مسکراہٹ کے نمایاں آثار کی گواہی کثرت سے زیارت کرنے والوں نے بھی دی۔ گویا زبان حال سے کہہ رہے ہوں:

"لو بحر محبت کا کنارہ نظر آیا"

مجازی نبوت کا تارِ عنکبوت

آخری قسط

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اور:

زندہ شد ہر نبی باآدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
(درثمین)

اوران کا یہ فقرہ بھی پہلے کہیں نقل کر چکا ہوں:

"سچ تو یہ ہے کہ اس (خدا) نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۶)

یہ ہے مرزا صاحب کی باران وحی کا طوفان اور ان کے دریائے معجزات کی روانی! جس میں ایک دو نہیں بلکہ تمام انبیاء کے اعجازی سفینے ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔ مگر ان کی اُمت کا ایک گروہ ہنوز اسی شک میں ہے کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

بہرحال اگر کسی کو حق تعالیٰ نے دیدۂ بصیرت عطا کیا ہے تو اسے یہ سمجھنے میں دقت نہیں ہوگی کہ مرزا صاحب نبوت کی کتنی بلند چوٹی پر بیٹھ کر، کس لب ولہجہ میں بات کرنے کے عادی ہیں، سنئے:

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت، ص:۳۱۷، روحانی خزائن، ج:۲۳، ص:۳۳۲)

کس قدر قابل تعجب ہے ایک طرف مرزا صاحب کی یہ فیاضی کہ وہ اپنے اعجاز نبوت سے ہزار نبی کی نبوت ثابت کر سکتے ہیں اور ادھر ان کی بے توفیق اُمت کی حرماں نصیبی کہ وہ خود مرزا صاحب کو کامل و مکمل نبی تسلیم کرنے سے شرماتی ہے۔

اب مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو ایک اور زاویئے سے دیکھئے۔ مرزا صاحب کی نبوت کا ایک عظیم معجزہ یہ تھا کہ وہ مختلف اوقات میں پیش گوئیاں کیا کرتے تھے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

"اور جو معجزات مجھے دیئے گئے بعض ان میں سے وہ پیش گوئیاں ہیں جو بڑے بڑے غیب کے امور پر مشتمل ہیں کہ بجز خدا کے کسی کے اختیار اور قدرت میں نہیں کہ ان کو بیان کر سکے۔"

۸:... "جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی ان میں سے باہر نہیں اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۵)

۹:... "خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۵)

۱۰:... "میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق و مغرب کے جمع ہوجاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں کوئی نبی شریک نہ ہو، اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۷)

۱۱:... "مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں... تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اس کو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیش گوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی، جب کہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی ان کی زبان سے نہیں بچ سکتا۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۱۳۶، ۱۳۷)

۱۲:... "وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابوجہل نے آنحضرت صلعم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو، بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جس قدر خدا کے نبی دنیا میں آئے ان سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ سعد اللہ تھا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۲۰)

۱۳:... "اور میں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔" (ایضاً، ص:۵)

یہ چند عبارتیں بھی صرف ایک کتاب سے لی گئی ہیں، ورنہ مرزا صاحب کی اس نوعیت کی

تصریحات بے شمار ہیں۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب سے جب کبھی لغزش ہوتی اور اس پر انہیں ٹوکا جاتا یا ان کی تحدی آمیز پیش گوئی خود ان کی تشریح و تفسیر کی روشنی میں حرف غلط ثابت ہوتی (اور یہ قصہ ان کی زندگی کا روز مرہ معمول تھا)، تو خفت مٹانے اور اپنے نیازمندوں کا دل بہلانے کے لئے یہ ابتلائی تقریر فرماتے کہ دراصل وحی الٰہی کا مطلب سمجھنے میں ہم سے اجتہادی غلطی ہوئی، پیش گوئی کا مطلب یہ تھا اور ہم نے یہ سمجھ لیا، اور سنت اللہ یہی ہے کہ نبیوں سے پیش گوئیاں کرائی جاتی ہیں مگر ان میں استعارے بہت ہوا کرتے ہیں، اس لئے نبی ان کا مطلب نہیں سمجھا کرتے بلکہ بے سمجھے پیش گوئی کر دیا کرتے ہیں، دیکھو یونس نبی نہ سمجھا، موسیٰ نہیں سمجھا، عیسیٰ نہیں سمجھا، ملاکی نبی نہیں سمجھا، بنی اسرائیل کے سارے نبی نہیں سمجھے، اور تو اور خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سمجھے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرزا صاحب کا یہ نظریہ اپنی جگہ کتنا الحاد پرور ہے؟ اس سے قطع نظر جو امر خاص طور پر قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص نبوت و رسالت اور وحی قطعی کا دعویٰ کر کے تمام انبیائے کرام کو اپنی نظیر میں پیش کرے اور تمام دنیا کو اس بات کا چیلنج کرے کہ میری نبوت و رسالت اور وحی پر وہ اعتراض کرو جو کسی نبی پر وارد نہ ہوتا ہو، کیا اس کی اس منطق کا صاف صاف نتیجہ یہ نہیں کہ وہ بھی ٹھیک اسی معنی و مفہوم میں رسالت و نبوت کا مدعی ہے جو مفہوم کہ تمام انبیائے کرام (علیہم السلام) کی نبوت و رسالت کا تھا؟ اور اس کے کسی ہوشیار وکیل کا یہ کہنا کہ اس نے حقیقتاً نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں تھا، کیا یہ واقعہ کی صحیح ترجمانی ہے یا محض سخن سازی کے ذریعہ اس کے مکروہ چہرے پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش...؟

☆☆..........☆☆

محمد ﷺ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا

زباں پر اے خوشا صل علیٰ یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نام جبریل امیں لے کر سلام آیا

محمد ﷺ جانِ عالم، فخرِ آدم، ہادی اکرم
امام الانبیاء، خیر البشر، پیغمبر اعظم

محمد ﷺ صاحب خلق عظیم و ناشر حکمت
محمد ﷺ مصدر فیض عمیم و شافع امت

بصورت نور سبحانی بمعنی ظلِ رحمانی
پیام زندگانی، مظہر تائید ربانی

محمد ﷺ مصطفیٰ بھی ہے وہ احمد مجتبیٰ بھی ہے
وہ مطلوب خلائق بھی وہ محبوب خدا بھی ہے

وہ جس کو فاتح ابواب اسرار قدم لکھئے
بنائے عرش و کرسی باعث لوح و قلم لکھئے

وہی حاکم بامر اللہ، درد آگاہ محکوماں
در حق سے جواب باصواب آہ مظلوماں

وہ حاصل، برگزیدہ، ہستیوں کی التجاؤں کا
فرشتوں کی تمناؤں، رسولوں کی دعاؤں کا

محمد ﷺ دیدہ و دل کی تجلی، بہر مہجوراں
محمد ﷺ آخری حرف تسلی بہر مزدوراں

محمد ﷺ بے کسی کے درد کو پہچاننے والا
سرشک گرم و آہ سرد کو پہچاننے والا

محمد ﷺ زور معبودان باطل توڑنے والا
محمد ﷺ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا

حفیظ جالندھری

قضائے حاجت سے متعلق شرعی احکام

دوسری قسط

مفتی محمد راشد ڈسکوی

ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرنا بھول گیا تو نماز کا حکم:

ایک ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اگر نجاست اپنے مخرج سے آگے نہ بڑھی ہو تو نماز درست ہو گئی، دوبارہ پانی سے استنجاء کر کے نماز لوٹانا جائز نہیں، اس لئے کہ دونوں (ڈھیلے یا پانی کے ساتھ استنجاء کرنے) میں سے ایک پر اقتصار کرنا جائز ہے، البتہ دونوں کو جمع کرنا افضل ہے۔

دیر تک قطرے آنے والوں کے لئے طہارت کا طریقہ:

اگر پیشاب کرنے کے بعد کسی کو قطرے آنے کا مرض ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے ڈھیلے یا ٹوائلٹ پیپر سے اچھی طرح خشک کرلے حتی کہ پیشاب کی نالی کو خالی کرنے کی اپنی مقدور بھر کوشش کرلے، اس کے بعد ایسا شخص پانی سے استنجاء کرے۔

پردے کی عدم موجودگی میں صرف ڈھیلوں کے استعمال کا حکم:

اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ موجود ہو کہ وہاں ستر میں رہتے ہوئے قضائے حاجت سے فارغ ہو چکا ہو اور ٹوائلٹ پیپر یا ڈھیلوں سے استنجاء کر چکا ہو، لیکن پانی سے استنجاء کرنے کے لئے اس کی پردہ دری لازم آتی ہو تو ایسی صورت میں قضائے حاجت کے بعد صرف ڈھیلوں یا ٹوائلٹ پیپر کے ساتھ استنجاء کرنے پر اکتفاء کرے، ایسی جگہ پر دوسروں کے سامنے ستر کھول کے پانی سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔

شل ہاتھ والا استنجاء کیسے کرے؟:

اگر کسی شخص کا بایاں ہاتھ شل ہو اور وہ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے پر قادر نہ ہو، لیکن اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرسکتا ہو تو دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور اگر دایاں ہاتھ بھی شل ہو تو پھر ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص (اپنی نظروں کی حفاظت کرتے ہوئے) پانی ڈالے اور اگر کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو تو ایسے شخص سے استنجاء معاف ہے۔

مریض آدمی کے لئے استنجاء کا حکم:

ایسا مریض جو وضو کرنے پر قادر نہ ہو لیکن اس مریض کی بیوی یا کوئی باندی موجود ہو تو اس کی بیوی یا باندی اسے استنجاء اور وضو وغیرہ کروائیں گی اور اگر اس کی بیوی یا باندی نہ ہو، لیکن بیٹا یا بھائی موجود ہو تو اس کا بیٹا یا بھائی اس مریض کو وضو کروائیں گے، لیکن استنجاء کرنے کے وقت ان افراد میں سے کوئی شخص اس مریض کو استنجاء نہیں کروا سکتا، اس لئے کہ ان حضرات کے لئے اس مریض کی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، اس صورت حال میں اس مریض سے استنجاء کرنا ساقط ہے۔

اسی طرح کوئی عورت مریضہ ہو اور اس کا شوہر بھی ہو تو اس کا شوہر اپنی بیوی کو بوقت ضرورت وضو بھی کروائے گا اور استنجاء بھی کروائے گا اور اگر اس کا شوہر نہ ہو لیکن اس کی بیٹی یا بہن موجود ہو تو بوقت ضرورت وضو تو کرواسکتی ہیں لیکن استنجاء کروانا ان کے لئے جائز نہیں ہے، اس صورت میں ایسی عورت سے استنجاء ساقط ہے۔

قضائے حاجت کے وقت باتیں کرنا اور ایک دوسرے کے ستر کو دیکھنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو آدمی قضاء حاجت کرتے ہوئے آپس میں باتیں نہ کریں کہ دونوں ایک دوسرے کے ستر کو دیکھ رہے ہوں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر ناراض ہوتا ہے۔''

عن أبي سعيد رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: "لا يتناجى اثنان على غائطهما، ينظر كل واحد منهما إلى عورة صاحبه، فإن الله يمقت على ذلك." (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب النهي عن الاجتماع على الخلاء والحديث عنده، رقم الحديث: ٣٤٢، ١/٨٧، مكتبة المعارف، الرياض)

اس حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ انسانی شرافت سے بہت زیادہ دور ہے اور بڑی بدتہذیبی کی بات ہے کہ دو افراد ننگے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اپنی حاجت سے فارغ ہوں اور اس سے بھی بڑی بے حیائی کی بات یہ ہے کہ اس دوران وہ دونوں آپس میں بات چیت بھی کرتے رہیں، یہ امر شرعاً جائز نہیں ہے، یہ دونوں کام الگ الگ ہوں یا اکٹھے ہوں، جائز نہیں ہیں۔ البتہ بوقت

ضرورت اگر بیت الخلاء سے باہر کھڑا کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو ایک، دوکلمات کے ساتھ (ہاں، یا نہ میں) جواب دینے کی گنجائش ہے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کا حکم

اگر کسی جگہ پانی کھڑا ہو تو اس میں پیشاب کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس پانی کو بہت سے کاموں میں استعمال کیا جانا ممکن و متوقع ہے، اگر وہ کسی گاؤں میں ہو تو اکثر دیہاتوں میں پانی کا وجود اسی طریقے سے ہوتا ہے، بارشوں کے وقت یا مخصوص ذرائع سے یہ پانی جمع کرلیا جاتا ہے، پھر گاؤں، دیہات کے سب افراد اس پانی سے اپنی ضروریات (مثلاً: کھانا، پانی، کپڑے دھونا، اور جانوروں وغیرہ کو پانی پلانا وغیرہ) پوری کرتے ہیں، اس لئے اس ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کردیا جائے (اور وہ پانی تھوڑا ہو یعنی دہ در دہ سے کم ہو) تو اس ناپاک پانی کا استعمال ممکن نہ رہنے کی وجہ بے شمار افراد کو دشواری لاحق ہوسکتی ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔“

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال: رسول الله ﷺ: "لا يبولن أحدكم في الماء الراكد." (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، رقم الحديث: ٣٤٤، ١/ ٢٨، مكتبة المعارف، الرياض)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم

آج کل جدید تہذیب کے دلدادے، مغربیت کی تقلید میں چلنے والے، اُن کی رَوِش کو اپنانے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اپنی زندگی کے ہر ہر عمل میں ان کے طرز کو اپناتے ہیں، اس طرز زندگی کو اختیار کرنے والے اپنے جسم کی طہارت کے حصول میں بھی اپنی عقل پر پردے ڈال کر انہی کی طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو جدیدیت، تہذیب اور اسلوب زندگی شمار کرتے ہیں، اس عمل کے لئے نہ بیٹھنے کو ضروری خیال کرتے ہیں اور نہ ہی پانی سے استنجاء کرنے کو کوئی اہمیت دیتے ہیں، اب تو باقاعدہ ہر جگہ پیشاب کے لئے دیواروں میں ایسی جگہیں بنائی جاتی ہیں، جہاں کھڑے ہوکر تو پیشاب کرنا ممکن ہوتا ہے، لیکن بیٹھنا ناممکن ہوتا ہے، اور ایسے بیت الخلاء ائیر پورٹ، ریلوے اسٹیشن، رُوٹ کی بڑی بسوں کے اڈوں اور سعودیہ میں حاجیوں کے لئے تیار کی جانے والی رہائش گاہوں میں تیار کیے گئے ہوتے ہیں۔ حالاں کہ! کھڑے ہوکر استنجا کرنا شرعاً ممنوع ہے، اس فعل کے مرتکب اپنے کپڑوں کو بھی پاک نہیں رکھ سکتے اور اپنے بدن کو بھی نہیں، بلکہ موجودہ دور میں تو سائنسی تحقیق کے مطابق بھی اس طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنے والے انتہائی نقصان اٹھاتے ہیں، ان کا مثانہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے، یہ افراد پیشاب کے بعد آنے والے قطروں کے مرض میں بھی مبتلا ہوجاتے ہیں، کھڑے ہوکر پیشاب کرنے والے جب پیشاب سے فارغ ہوتے ہیں تو درحقیقت کھڑے ہونے کی صورت میں ان کا مثانہ اور پیشاب کی نالی مکمل طور پر خالی نہیں ہوپاتی، جس کی وجہ سے ایسا شخص جب اپنے کپڑے پہن کر چلتا ہے تو باقی ماندہ قطرے بھی نکلتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے کپڑے اور بدن دونوں ناپاک ہوجاتے ہیں۔

آیئے اس بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل دیکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار (ابتدائے اسلام میں جب مجھے مسئلے کا علم نہیں تھا) مجھے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھ لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے عمر! کھڑے ہوکر پیشاب مت کر“، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے (کبھی) کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔

عن عمر رضي الله عنه، قال: رآني رسول الله ﷺ وأنا أبول قائماً، فقال: "يا عمر! لا تبل قائماً" فما بُلتُ قائماً، بعدُ. (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب في البول قاعداً، رقم الحديث: ٣٠٨، ١/ ١٩٦)

درحقیقت یہ دشمنانِ اسلام کی سازش ہے، کہ مسلمانوں کو ایمان واعمال سے اتنا دور کردو کہ نظریاتی اور عملی اعتبار سے مسلم اور کافر کے درمیان فرق باقی نہ رہے، ان کی عیارانہ اور مکارانہ تدابیر میں سے ایک اہم ترین تدبیر یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے پیغمبر علیہ السلام کی مبارک سنتوں سے اتنا متنفر کردیا جائے کہ وہ اپنے ہی مسلم معاشرے میں اپنے نبی کی اتباع میں عار محسوس کرے، اہلِ زمانہ کی وجہ سے وہ عمل کے اعتبار سے چھوٹی سے چھوٹی سنت کو ترک کرنے کو کچھ مشکل نہ جانے، چنانچہ! غیروں نے اس طہارت والے عمل میں بھی اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت سے دور کردیا، حتیٰ کہ قضائے حاجت کے نظام کو یکسر تبدیل کردیا، بیت الخلا اس طرز کے تعمیر کیے جانے لگے کہ بیٹھ کے فراغت حاصل کرنا ممکن ہی نہ ہوسکے، اور اگر کوئی اس طرزِ عمل کے اختیار کرنے سے دور رہا تو وہ بیت الخلا کے رُخ قبلہ کی طرف کروانے والے مرض میں مبتلا ہوگیا، کوئی اس سے بھی بچا تو وہ قضائے حاجت کے بعد کامل طہارت کے حصول کی اہمیت اپنے دل سے نکال بیٹھا۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود اپنی ذات کے اعتبار سے مکمل طہارت سنت طریقے

کے مطابق حاصل کرنے کا اہتمام کریں، اور اپنی اولاد بالخصوص نابالغ اولاد کی نگرانی کریں، کہ کہیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادی تو نہیں بن رہی یا وہ پیشاب کرنے کے بعد استنجا بھی کرتی ہے یا نہیں؟! اور اگر ایسا محسوس ہو تو فوراً مناسب تنبیہ کریں، اور مکرر اس طرح کرنے کی صورت میں ہلکی پھلکی سزا بھی دیں، حتیٰ کہ وہ اہتمام سے طہارت حاصل کرنے کی عادت اپنے اندر پیدا کرلیں۔

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کا وبال

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی صورت میں کپڑوں پر یا بدن پر چھینٹوں کا گرنا ایک یقینی امر ہے، دیکھنے کے اعتبار سے تو یہ چھوٹا سا اور معمولی سا عمل ہے، لیکن جزاء کے اعتبار سے پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہ بچانا بہت بڑے وبال کا سبب ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان دونوں کو عذاب کوئی بڑے بڑے اور مشکل کاموں کی وجہ سے نہیں ہو رہا، بلکہ ان میں سے ایک کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو غیبت کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔''

قال [أبو بكرة]: مرَّ النبي ﷺ بقبرين، فقال: "إنهما ليُعذَّبان، وما يُعذَّبان في كبير، أما أحدهما فيُعذَّب في البول، وأما الآخر فيُعذَّب في الغيبة."

(سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب: التشديد في البول، رقم الحديث: ٣٤٩، ١/٢١٩، دار المعرفة، بيروت)

اس لئے پیشاب کرنے کے بعد جب قطرے نکلنا اچھی طرح بند ہو جائیں تب! بہتر ہے کہ پہلے کسی ڈھیلے یا ٹشو پیپر وغیرہ سے خشک کریں، اس کے بعد پانی کا استعمال کریں۔ اس طریقے سے مثانہ اور پیشاب کی نالی اچھی طرح خالی ہو جاتی ہے، فارغ ہونے کے بعد قطرے وغیرہ ٹپکنے سے امن رہتا ہے۔

قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے پیشاب کرنے کا حکم

قضائے حاجت کے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ اس عمل کے دوران قبلے کی طرف نہ منہ کیا جائے اور نہ ہی پشت، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، چاہے قضائے حاجت کا وقت ہو یا (ننگے ہو کر) غسل کرنے کی حالت ہو، شہر میں ہو یا دیہات میں، جنگل میں ہو یا صحرا میں، تمام صورتوں میں یہی حکم ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کے لئے آئے تو قبلے کی طرف نہ چہرہ کرے اور نہ ہی پشت کرے۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ (واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھو یا مغرب کی طرف منہ کر کے بیٹھو''، یعنی جنوب یا شمال کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھو، یہ اس وجہ سے کہ مدینہ منورہ میں قبلہ جنوب کی جانب تھا۔ جب کہ ہمارے ہاں پاکستان میں قبلہ مغرب کی جانب ہے، لہٰذا پاکستان میں رہتے ہوئے منہ مغرب کی طرف نہیں کیا جائے گا، بلکہ شمال یا جنوب کی طرف کیا جائے گا)۔

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "إذا أتى أحدكم الغائط، فلا يستقبل القبلة، ولا يولها ظهره، شرقوا أو غربوا." (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب لا يستقبل القبلة بغائط أو بول، رقم الحديث: ١٤٤، ١/٩٨، المكتبة السلفية)

(جاری ہے)

انتقالِ پُرملال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پیر محل کے امیر و العصر تعلیمی مرکز کے مدیر مفتی محمد شیراز صاحب کے والد محترم حاجی محمد شفیع صاحب یکم اپریل بروز پیر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب نیک، متقی، پرہیزگار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، کثرت تلاوت، درود شریف اور ہمیشہ مغرب تا عشاء کا وقت مسجد میں گزارنے والے، علماء طلباء سے محبت رکھنے والے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ العصر تعلیمی مرکز پیر محل میں مغرب کے بعد گراؤنڈ میں آپ کے صاحبزادے مفتی شیراز صاحب نے پڑھائی جس میں بزرگانِ دین، مفتیان کرام، علماء وطلباء کی کثیر تعداد تھی، حاجی صاحب سیٹھ شفیع کے نام سے جانے جاتے تھے۔ انہوں نے نیک صالح اولاد قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے والی چھوڑی۔ حاجی صاحب کی تدفین العصر تعلیمی مرکز کے قبرستان میں کی گئی، جہاں دن رات قال اللہ وقال الرسول کا ورد ہوتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے ذمہ داران نے جامعہ امدادالعلوم رجانہ، جامعہ دارالعلوم عیدگاہ ٹوبہ، جامعہ تعلیم القرآن کمالیہ ودیگر مدارس میں مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور خصوصی دعا طلباء سے کروائی۔

Regd. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے زیراہتمام

خاتم النبیین میڈیکل کمپلیکس

کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیجئے

مولانا محمد اکرم طوفانی 0321-9601521

اکاؤنٹ نمبر UBL 0031-0100239982